ASADULLAH\Downloads\30.09.2019 (1).inp 07/02/41 11:20 PAGE 1 (1,1)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 37 مورخہ ۳۰ر محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰ر ستمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا مفتی محمد عثمان غنیؒ
■ ایمان کے شعبے (تبصرہ کتاب)
■ تحریک اسلامی کے دو مجاہد
■ این آرسی؛ قافلے بستے گئے......
■ مومنانہ فراست کے ساتھ حالات......
■ مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر......
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

این آرسی کے متعلق ان باتوں پر دھیان دیجئے

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

میں نے کچھ دنوں پہلے ایک اخباری بیان دیا تھا کہ این آرسی (NRC) یعنی نیشنل رجسٹر آف سٹیزن میں داخل ہونے کے لیے ابھی سے تیاری شروع کردینی چاہئے۔ میری اس گذارش پر بعض نمایاں شخصیتوں نے مختلف ذرائع سے یہ رائے دی کہ پورے ملک میں این آرسی کا مسئلہ ہو ہی نہیں سکتا، بعض نے کہا کہ حکومت نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔ روزنامہ انقلاب نے لکھا کہ یہ کہہ کر مسلمانوں کو بلا وجہ ڈرایا جارہا ہے، ابھی این آرسی کی بات نہیں ہے، این پی آر (NPR) یعنی نیشنل پاپولیشن رجسٹر کی بات ہے، اور وہ کام یکم اپریل ۲۰۲۰ء سے لے کر ۳۰ر ستمبر ۲۰۲۰ء تک مکمل کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں جناب شکیل شمسی (انقلاب دہلی) سے فون پر بات ہوئی، انہوں نے مجھے مطمئن کرنا چاہا اور اپنے موقف کو سمجھایا، میں نے عرض کیا، کہ اگر ابھی سے لوگ این آرسی کی تیاری نہیں کریں گے، اور ستمبر ۲۰۲۰ء کے بعد این آرسی کا معاملہ آگیا، تو کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کے خلاف لکھوں گا۔ ظاہر ہے اس وقت لکھنے سے حکومت کی پالیسی نہیں بدلے گی اور نہ کم وقت میں مسلمان کاغذات اکٹھا کر پائیں گے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ این آرسی (NRC) سے باہر رہ جانے والوں میں پریشانی صرف مسلمانوں کو ہوگی۔ امت شاہ (موجودہ وزیر داخلہ) نے کہہ رکھا ہے کہ ہندوستانی شہریت قانون (سٹیزن شپ ایکٹ) میں تبدیلی کی جائے گی اور افغانستان، پاکستان، بنگلہ دیش سے جو بھی ہندو، سکھ، عیسائی، جینی، بودھسٹ آئے ہیں، وہ شرنارتھی ہیں، انہیں ہندوستانی شہریت دی جائے گی، مسلمانوں کو اس فہرست سے باہر رکھا گیا ہے، امت شاہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اور جو لوگ آئے ہیں وہ گھس پیٹھیے ہیں، انہیں نکالا جائے گا۔ امت شاہ کی اس بات کی تصدیق اس مسودہ قانون (بل) سے بھی ہوتی ہے، جو پارلیامنٹ میں آچکا ہے، جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ باہر سے آنے والے ہندو، سکھ، عیسائی، جینی اور بودھسٹ کو شہریت دی جائیگی۔ یعنی مسلمانوں کو نہیں دی جائے گی۔

یہ وضاحت کافی ہے کہ این آرسی سے جو ہندو، سکھ، عیسائی، جینی اور بودھسٹ باہر رہ جائیں گے، انہیں آنے والے مہینوں میں بننے والے قانون کے مطابق ہندوستانی مان لیا جائے گا، اور جو مسلمان رہ جائیں گے، انہیں ہندوستانی شہریت نہیں ملے گی۔ این آرسی سے باہر رہ جانے والے مسلمانوں کے بارے میں امت شاہ کی سوچ یہی ہے، کہ انہیں ہندوستان سے باہر ڈھکیل دیا جائے۔ مگر ڈھکیلنا بھی آسان نہیں ہے، قانونی دشواریاں ہیں، پھر بنگلہ دیش بھی انہیں قبول نہیں کریگا۔ اس لیے جو مسلمان این آرسی سے باہر ہوں گے ان کی زندگی بڑی دشواریوں میں گذرے گی۔

اسی لیے میں نے بار بار یہ بات کہی ہے کہ ابھی سے ضروری کاغذات جمع کیے جائیں، کاغذات کی تفصیلات بھی شائع ہوچکی ہیں، کسی کے بیان، کسی کی تحریر سے خوش فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے اور ابھی سے ضروری کاغذات تیار کرنے اور جمع کرنے چاہئیں۔ ابھی ووٹرلسٹ میں ترمیم وتبدیلی کا کام چل رہا ہے، جو ۱۵ر اکتوبر ۲۰۱۹ء تک چلے گا۔ مقامی ذی شعور حضرات، پڑھے لکھے جوان اس کام میں لگ جائیں اور گاؤں گاؤں ووٹرلسٹ درستگی کا کام کریں، ساتھ ہی این پی آر اور این آرسی کے متعلق لوگوں کو آگاہ کریں۔ یہ خیال رہے کہ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں کو ہدایت دے دی ہے کہ ڈیٹینشن کیمپ (عارضی قید خانہ) بنایا جائے، اور صوبوں کو اخراجات بھی مہیا کرادیے گئے ہیں، اس اقدام سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ملک میں این آرسی لاگو ہوگا۔

اسی سلسلہ کی دو خبریں اور پڑھ لیجئے۔

(۱) مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ گوہاٹی میں نارتھ ایسٹ ڈیموکریٹک الائنس (این ای ڈی اے) کانکلیو میں حصہ لینے کے لیے پہونچے۔ امت شاہ نے اپنے خطاب میں این آرسی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں سبھی کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک بھی درانداز آسام کے اندر نہیں رہ پائے گا، اور دوسری ریاستوں میں گھس بھی نہیں پائے گا۔ ہم صرف آسام کو دراندازوں سے آزاد نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ پورے ملک کو دراندازوں سے آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ (۹ر ستمبر ۲۰۱۹ء)

(۲) آسام کے بعد اب ایسی خبریں ہیں کہ ریاست مہاراشٹر میں بھی این آرسی لاگو کرنے کی تیاری ہو رہی ہے، وزارت داخلہ ریاست مہاراشٹر میں غیر قانونی طریقہ پر رہ رہے لوگوں کو حراست میں رکھنے کے لیے نظر بندی مراکز بنانے کی تیاری کر رہی ہے۔ مہاراشٹر حکومت کی وزارت داخلہ نے نوی ممبئی پلاننگ اتھارٹی سے نظر بندی مرکز بنانے کے لیے زمین دینے کو کہا ہے۔ حکومت کے اس قدم سے اندازہ لگایا جارہا ہے کہ آسام کے بعد مہاراشٹر میں بھی ایسے لوگوں کے پتہ لگانے کی تیاری ہے، جو غیر قانونی طور پر وہاں رہ رہے ہیں۔ اور ان غیر قانونی لوگوں کو حراست میں رکھنے کے لیے نظر بندی مرکز بنائے جائیں گے۔ (۱۰ر ستمبر ۲۰۱۹ء)

لڑکھڑاتی ہوئی ہندوستانی معیشت

پروفیسر بی شیخ علی

مودی کی حکومت میں جہاں ایک طرف ہندوستان کی معیشت آخری سانس لے رہی ہے وہیں روز بہ روز بڑھتی ہوئی ، مہنگائی اور بیروزگاری سے نوجوان کے حوصلے پست ہورہے ہیں، ایسے میں ہر سال ۲ کروڑ نوکریاں دینے والی مرکزی حکومت کی خاموشی اور ان کے دورۂ بیرون ممالک پر سوالیہ نشان لگ چکا ہے، وہ تفریح کی غرض سے یا پھر ہندوستان کی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے باہری ممالک کا دورہ کرتے ہیں؟ دنیا کے اکثر وبیشتر ممالک کا دورہ کرکے بحیثیت وزیر اعظم ملک میں اول مقام پر پہونچنے والے نریندر مودی کو کیا صرف فوٹو کھینچوانے سے مطلب ہے؟ کیا انہیں صرف ان ایشوز پر کام کرنے کی ضرورت ہے جس پر آر ایس ایس اور دیگر ہندو تنظیمیں کر رہی ہیں؟ طلاق ثلاثہ پر قانون بنانا کیا ملک کی معیشت سے بھی بڑا مسئلہ تھا؟ ایسے بہت سے ایشوز ہیں جن پر عمل کرکے مودی حکومت نے ہندوستان کی معیشت کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے یعنی ملک اور عوام کی خوشحالی کو انہوں نے داؤ پر لگادیا ہے۔

ہر خاص وعام اس بات سے واقف ہے کہ کسی بھی ملک کی معیشت کی کامیابی اور ترقی کا مدار محفوظ اور خوشگوار ماحول میں کاروباری سرگرمیوں کے جاری رہنے میں ہوتا ہے اور کامیاب معیشت ہی ملکوں کے استحکام اور بقاء کی ضامن ہوا کرتی ہے، لیکن ملک کے وزیر اعظم نریندر مودی کے دور حکومت میں ملک کی معیشت ایک بار پھر تنزلی کا شکار ہے، ہندوستانی معیشت جو ابھی تک دنیا میں پانچویں سب سے بڑی معیشت کہی جاتی تھی، اب ساتویں نمبر پر آچکی ہے، برطانیہ اور فرانس کی معیشتیں جو پیچھے ہوا کرتی تھی اب آگے ہیں، اس کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ برطانیہ اور فرانس کی زراعتی اور صنعتی پیداوار یا جی ڈی پی ہندوستانی جی ڈی پی سے جتنی فیصد بڑھی ہے، ہندوستانی جی ڈی پی اتنی ہی فیصد کم ہوئی ہے، اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہندوستان کی آمدنی کم ہوئی ہے، آمدنی کم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان امپورٹ زیادہ اور ایکسپورٹ کم کررہا ہے، یعنی مالی خسارہ بڑھ رہا ہے۔ ہندوستانی روپیہ ڈالر کے مقابلہ میں کمزور ہورہاہے، روپیہ کمزور ہونے سے لوگوں کی قوت خرید گھٹنے لگتی ہے، بے اہم ضروریات زندگی کے ماسوا باقی مصنوعات کی مانگ کم ہونے لگتی ہے، ملک کی آٹو موبائل انڈسٹری اسی قہر کا شکار ہے، کاریں، ٹرک اور ٹریکٹر، فیکٹریوں میں تیار کھڑے ہیں، بک نہیں رہے ہیں۔ چنانچہ انہیں بنانے والوں نے بنانا بند کردیا ہے، ان کارخانوں میں یا تو ملازمین کی چھٹی ہورہی ہے یا پھر تعمیر سازی میں کمی کرکے ملازمین کی تنخواہیں یا تو روک لی گئی ہیں یا کم کردی گئی ہیں، آٹو موبائل مینوفیکچررس ایسوایشن کا کہنا ہے کہ اس سال کے اخر تک ۱۰ر لاکھ کام کرنے والے بے روزگار ہوجائیں گے۔

جنوبی ہند کی ٹیکسٹائل انڈسٹری میں گزشتہ ۵ر ماہ میں ساڑھے ۳ر لاکھ ورکرس بے روزگار ہوچکے ہیں، بے روزگاری کی شرح وہ ہے جو آج سے ۴۵ سال پہلے یعنی ۸ر فیصد ہے، بظاہر یہ کوئی بڑی شرح نہیں لگتی، ایک عام آدمی سوچے گا کہ ملک کی آبادی ایک ارب ۳۰ر کروڑ ہے، اس کا ۸ر فیصد لگ بھگ ۱۰ر کروڑ ہی ہوتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اس آبادی کا ۴۵ر فیصد عورتوں پر مشتمل ہے، جن کی زیادہ بڑی تعداد نوکری نہیں کرتی، اس کے علاوہ اس وہ بچے اور بوڑھے بھی شامل ہیں جو کام کاج نہیں کرتے، اس طرح کام کرنے والوں کی تعداد دس سے پندرہ کروڑ تک نکلے گی، اگر اس میں سے ۸ر فیصد بیکار ہوجائیں تو یہ تعداد بہت بڑی کہی جائے گی، بجٹ سے پہلے اسٹاک اور زراعتی سیکٹر میں تو حالات ناگفتہ بہ ہیں، ایک چوتھائی ملک غضب ناک بارش اور سیلاب کا شکار ہے، کھیت اور گھر بہہ گئے ہیں، حال یہ ہے کہ سرکاری ایجنسیاں نقصان کا تخمینہ لگاتے ہوئے بھی ڈر رہی ہیں، باقی تین چوتھائی ملک شدید خشک سالی کا شکار ہے، کچھ علاقے تو پانی کی بوند کو ترس رہے ہیں، کہیں کہیں تو باجرہ، جوار اور مکئی جیسی موٹی فصلیں بھی کم ہوئی ہیں، حالانکہ انہیں زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی، دھان کی فصل بری طرح متاثر ہوئی ہے، ایک اندازے کے مطابق مختلف فصلوں کی پیداوار ۴۵ر فیصد سے ۵۹ر فیصد کم ہونے کا ڈر ہے، جیسا کہ بتایا گیا معیشت کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اس صورت حال کے بدلنے کی مستقبل قریب میں کوئی صورت نظر نہیں آتی، اس پر مزید ستم یہ کہ غیر ملکی سرمایہ ہندوستان میں آنے کے بجائے ہندوستان سے بھاگ رہا ہے، ماہرین کا کہنا ہے کہ اس صورت حال کو طلاق ثلاثہ، آرٹیکل ۳۷۰ر اور ۳۵ر اے کی بابت پاس کئے جانے والے بل بھی بدل نہ پائیں گے، گویا اگر معیشت نہ سنبھلی تو پھر کچھ نہیں سنبھل پائے گا، اس پر مودی حکومت سوچتی تو ہے لیکن اسے بہتر کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی آلہ نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے ہندوستان کو ہندو راشٹرا بنانے کا خواب تو دیکھا ہے لیکن انہوں نے بھی معیشت کی بہتری کے لئے حکمت عملی وضع نہیں کی، جس کا نتیجہ ہے کہ ملک کی معیشت کی حالت انتہائی خراب ہوئی ہے، مسائل بہت ہوتے ہیں لیکن ترجیح کسے دیا جائے یہ حکومت کی سوچ پر منحصر ہے۔

MD ASADULLAH\Downloads\30.09.2019 (1).inp 07/02/41 11:20 PAGE 2 (1,1)

اللہ کی باتیں۔۔۔۔۔ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حاجت مندوں کی سفارش کرنا کار ثواب

جو اچھی بات کی سفارش کرے، اس کے لئے اس نیکی کے اجر میں سے ایک حصہ ہوگا اور جو بری بات کی سفارش کرے اس کے لئے بھی اس کے گناہ کا کچھ بوجھ ہوگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (سورہ نساء ۸۵)

وضاحت:۔ جو شخص کسی دوسرے شخص کے جائز حق اور جائز کام کے لئے جائز طریقہ سے سفارش کرے تو اس کو اس سفارش کی وجہ سے ثواب ملے گا، الدال علی الخیر کفاعلہ، نیکی پر کسی کو آمادہ کرنے والے کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا، جیسا کہ اس نیک عمل کرنے والے کو ملے گا، مثلاً کسی حاجت منداور پریشان حال آدمی کی مالی مدد کے لئے آپ نے کسی دولت مند کو دست تعاون بڑھانے پر آمادہ کیا اور صاحب ثروت اس کی مدد کی تو سفارشی شخص بھی خیرات وصدقات کے ثواب میں شریک ہوگا، لیکن ہاں یہ یادرہے کہ سفارش صرف انہیں معاملات میں کریں جن میں سفارش کرنا جائز ہے، جہاں سفارش کرنا جائز نہیں ہے جیسے ناجائز مقدمات کی پیروی کرنا، یا امتحانات کے پرچوں کی جانچ میں نرمی برتنے کی سفارش کرنا جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہو، صحیح نہیں ہے، اسی طرح کسی مفسد یا سارق کی سفارش کرکے اس کو بری کردینے کی سفارش کرنا کہ پھر وہ فساد اور چوری کرے یہ جائز نہیں ہے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس گناہ میں وہ بھی شریک سمجھا جائے گا، دوسرے یہ کہ جائز کاموں کے لئے بھی سفارش کا انداز مشورے کا ہو، دباؤ ہرگز نہ ہو، مثلاً یہ کہے کہ میرے خیال میں یہ صاحب اس کام کے لئے موزوں ہیں، اگر آپ کے اختیار میں ہو اور آپ کی مصلحت اور اصول کے خلاف نہ ہو تو ان کا کام کردیجئے، اگر وہ آپ کے مشورے اور سفارش کو قبول نہ کرے تو اس سے آپ کو کوئی ناراضگی اور ناگواری نہیں ہونی چاہئے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب حضرت بریرہ آزاد ہوگئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم حضرت مغیث سے اپنا نکاح برقرار رکھو، حضرت بریرہؓ نے دریافت کیا کہ یہ آپ کا حکم ہے یا مشورہ، تو حضورؐ نے فرمایا کہ انما اشفع میں یہ صرف سفارش کررہا ہوں چنانچہ حضرت بریرہ نے کہا کہ میں اس مشورہ اور سفارش کو قبول نہیں کرتی ہو، حضورؐ نے اس معاملہ میں ادنی درجہ کی بھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا، اور آپ نے خوشدلی کے ساتھ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ اگر ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے سفارش کی جائے تو انشاء اللہ اجر وثواب ہوگا، لیکن ایسا کم ہوتا ہے، اس لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا کہ آج کل لوگوں نے جو اس کا حلیہ بگاڑا ہے وہ درحقیقت سفارش نہیں ہوتی، بلکہ تعلقات یا وجاہت کا اثر اور دباؤ ڈالنا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر ان کی سفارش نہ مانی جائے تو ناراض ہوجاتے ہیں، بلکہ دشمنی پر آمادہ ہوجاتے ہیں، حالانکہ کسی ایسے شخص پر دباؤ ڈالنا کہ وہ ضمیر اور مرضی کے خلاف کرنے پر مجبور ہوجائے، اکراہ واجبار میں داخل ہے، اور یہ سخت گناہ ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی کے مال یا کسی کے حق پر زبردستی قبضہ کرے وہ شخص شرعاً اور قانوناً آزاد وخود مختار تھا آپ نے اس کو مجبور کرکے اس کی آزادی سلب کرلی، اس کی مثال تو ایسی ہوگی کہ کسی محتاج کی حاجت پوری کرنے کے لئے کسی دوسرے کا مال چرا کر اس کو دیدیا جائے (معارف القرآن ۵۰۰/۲) اس سے معلوم ہوا کہ اگر آپ کی سفارش مان لی گئی تو اللہ کا شکر ادا کریں اور اگر آپ کی سفارش نہیں مانی گئی تو اس کی وجہ سے کوئی جھگڑا اور ناراضگی نہیں ہونی چاہئے، کیونکہ یہ ایک مشورہ تھا اور مشورہ کے اندر دونوں باتوں کا احتمال ہے۔

دو اخلاقی ہدایات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ یا تو بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے (ترمذی شریف)

مطلب: ۔اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دو اخلاقی ہدایات دی ہیں اور اس کو ایمان کامل کا جزو قرار دیا، اول یہ کہ ہر مومن بندہ کو چاہئے کہ وہ مہمانوں کا اکرام کرے، ان کی خاطر وتواضع میں کوئی کسر باقی نہ رکھے، قیام وطعام سے لے کر زبان وبیان تک ہر مرحلہ میں خندہ روئی سے پیش آئے، کیونکہ ہر انسان کسی نہ کسی وقت کسی کا مہمان ہوتا ہے، آج ہم اپنے مہمان کے ساتھ نیک سلوک اور عزت کا برتاؤ کریں گے تو کل وہ ہمارے ساتھ کرے گا، یہی دستور زمانہ ہے، البتہ مہمان کو کسی پر بار خاطر بن کر نہیں رہنا چاہئے کہ میزبان کلفت محسوس کرنے لگیں، ایک حدیث میں اس کی تصریح کردی گئی کہ مہمان کو کسی کے یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے کیونکہ اس سے صاحب خانہ کو تکلیف ہوگی اور اس پر بار پڑے گا، دوسرے یہ کہ ہر مومن بندہ کو چاہئے کہ وہ زبان کو قابو میں رکھے، زبان دل کی ترجمانی ہے، دل میں جو خیالات واحساسات ابھرتے ہیں زبان ہی ان کو الفاظ کی شکل دیتی ہے، اس لئے زبان کی حفاظت، دل کی حفاظت کا بڑا ذریعہ ہے، اس لئے زبان سے جو بولئے سچ بولئے، سچائی سے ایمان کی اور جھوٹ سے نفاق کی پرورش ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولتے بولتے وہ صدیق ہوجاتا ہے اور جھوٹ بدکاری کا راستہ بتایا ہے اور بدکاری دوزخ کو لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک جھوٹ بولتے بولتے وہ خدا کے یہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے، (صحیح مسلم) اس لئے زبان کے استعمال میں احتیاط برتئے، اگر خیر وبھلائی اور حق وانصاف کو کوئی بات کہنی ہو تو بولئے ورنہ خاموش رہئے، من صمت نجا جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی، کیونکہ قیامت کے دن ہر بول پر اس سے باز پرس ہوگی، اس لئے بولنے سے پہلے سوچئے اور ناپ تول کر بولئے، یہی ہے اسلام کی اخلاقی تعلیمات جس کا پاس ولحاظ ہر کسی کو کرنا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

صفر اور سفر میں بدشگونی لینا لغو ہے:

(۱) ماہ صفر کے متعلق بہت سارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ منحوس مہینہ ہے، اس میں بلائیں نازل ہوتی ہیں، اس لیے اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، شرعاً اس کی کیا حقیقت ہے؟

(۲) سفر کے دوران راستہ چلتے ہوئے اگر بلی راستہ کاٹ دے تو بہت سے لوگ اس کو بدشگونی پر محمول کرتے ہیں، تھوڑی دیر کے لیے رک جاتے ہیں اور سفر کے تعلق سے طرح طرح کے خیالات واندیشے ذہن ودماغ میں آنے لگتے ہیں، شرعی اعتبار سے کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نفع اور نقصان کا مالک اللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ کسی کو نفع پہونچانا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور اگر نقصان پہونچانا چاہے تو کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا، یہی اسلامی تعلیم ہے اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ بھی ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ﴿ان یمسسک اللّٰہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء وہو الغفور الرحیم﴾ (سورۃ یونس:۱۰۷)

(اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں اس کے فضل کو، پہنچائے اپنا فضل اپنے بندوں میں اور وہی ہے بخشنے والا مہربان۔) یعنی اللہ رب العزت تکلیف وراحت اور بھلائی کے پورے سلسلہ پر کامل اختیار اور قبضہ رکھتا ہے، بھیجی ہوئی تکلیف کو دنیا میں کوئی ہٹا نہیں سکتا اور جس پر فضل ورحمت فرمانا چاہے، کسی کی طاقت نہیں کہ اس سے محروم کردے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے دین اور اس کے قوانین کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، جب مانگنا ہو تو اسی سے مانگو اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اس سے مدد مانگو اور جان لو کہ اگر پوری امت اور دنیا کے سارے لوگ اس بات پر مجتمع ہوجائیں کہ تمہیں کچھ بھی نفع پہونچائیں تو وہ نفع نہیں پہونچا سکتے، مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مقدر کر رکھا ہے اور اگر تمہیں نقصان پہونچانا چاہیں تو نقصان نہیں پہونچا سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے طے کر رکھا ہے۔

"عن عبداللّٰہ بن عباس قال: کنت خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوما فقال: یاغلام إنی اعلمک کلمات احفظ اللّٰہ یحفظک احفظ اللّٰہ تجدہ تجاہک إذا سألت فسئل اللّٰہ وإذا استعنت فاستعن باللّٰہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک إلا بشیء قد کتبہ اللّٰہ لک وان اجتمعوا علی ان یضروک بشیء لم یضرک إلا بشیء قد کتبہ اللّٰہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف". (سنن ترمذی، قبیل ابواب صفۃ الجنۃ :۷۸/۲۔)

نیز کسی چیز سے نیک فال لینا تو محمود ومستحسن ہے، جبکہ بری فال لینا مذموم وممنوع ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں ہے، البتہ نیک فال اچھی چیز ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص سنے (اور اس سے اپنی مراد پانے کی توقع کرے)۔

"عن ابی ہریرۃ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: لا طیرۃ وخیرہا الفال قالوا: وماالفال؟ قال: الکلمۃ الصالحۃ یسمعہا احدکم". (صحیح البخاری، باب الطیرۃ:۸۵۶/۲۔ صحیح مسلم، باب الطیرۃ والفأل وما یکون فیہ من الشؤم، حدیث نمبر:۲۲۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"لا عدوی ولاطیرۃ ویعجبنی الفأل الکلمۃ الحسنۃ ،الکلمۃ الطیبۃ". (صحیح مسلم، باب الطیرۃ والفأل وما یکون فیہ من الشؤم، حدیث نمبر:۲۲۲۴)

بلکہ بعض وہ چیزیں جو زمانہ جاہلیت سے ہی لوگوں کے درمیان چلتی آرہی تھیں، مثلاً بیماری کا خود سے ایک دوسرے کو لگنا، پرندوں وغیرہ کے ذریعہ بدشگونی اور صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا اور اس میں بلا ومصیبت کے نزول کا اعتقاد رکھنا، ان ساری چیزوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اصل اور باطل قرار دیا۔

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا عدوی ولاطیرۃ ولا ہامۃ ولا صفر. (رواہ البخاری، عن أبی ہریرۃ، باب لاہامۃ: ۸۶۷/۲)

لہٰذا صورت مسئولہ میں ماہ صفر کے تعلق سے یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ منحوس مہینہ ہے، اس میں آفات وبلا اور حوادث ومصائب کا نزول ہوتا ہے، اسی طرح راستہ چلتے ہوئے بلی کے راستہ کاٹ دینے سے بدشگونی لینا اور راستہ کو پُرخطر سمجھنا، یہ سب زمانہ جاہلیت کی یادگار اور مشرکانہ طور وطریق اور عادات ہیں، جو باطل، لغو اور بے اصل ہیں، ایک صاحب ایمان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عقائد کو درست رکھے اور اس طرح کے عقائد باطلہ سے اپنے آپ کو بچائے، اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد وبھروسہ رکھے؛ کیوں کہ ہوگا وہی جو قادر مطلق کی مرضی ہوگی، اس کے حکم کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا۔

اس لیے کسی چیز سے بدفالی لے کر اپنے آپ کو خواہ مخواہ خوف واندیشہ اور ناامیدی میں مبتلا کرنا صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 37 مورخہ ۳۰/محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۰/ستمبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

بھاگوت کا فرمان

موہن بھاگوت آر ایس ایس کے سنچا لک ہیں، مرکزی حکومت میں بی جے پی کی سرکار ہے؛ جو آر ایس ایس کی سیاسی جماعت ہے، موہن بھاگوت کے چشم وابرو ان کی ہدایات اور آر ایس ایس کی پالیسی کے مطابق ہی مرکزی حکومت کام کرتی ہے، اس لیے موہن بھاگوت جو بولتے ہیں، اس کو میڈیا والے خصوصی اہمیت دیتے ہیں اور لوگوں کی نظر میں وہ آئندہ کے لیے لائحۂ عمل کا اعلان ہوتا ہے، موہن بھاگوت کی حکومت کی نظر میں اتنی اہمیت ہے کہ انہیں زیڈ سیکوریٹی حاصل ہے، جو ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کو ہی دی جاتی رہی ہے۔

ابھی حال میں ہی ہاوڑہ ضلع کے الوبیریا میں آر ایس ایس کی ۳۷/ذیلی تنظیموں کی خفیہ میٹنگ ہوئی، موہن بھاگوت اس میں شریک ہوئے، موضوع گفتگو این آر سی تھا، آسام میں این آر سی کی حتمی فہرست سے بارہ لاکھ سے زائد ہندوؤں کا باہر رہ جانا ان کے لیے تشویش کی بات تھی، اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے موہن بھاگوت نے کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ایک بھی ہندو کو این آر سی کی وجہ سے ملک نہیں چھوڑنا ہوگا، اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت شہریت ترمیمی بل لائے گی، جس کے ذریعہ بعض شرائط کے ساتھ پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان سے آنے والے ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں، بدھسٹو اور جینیوں کو یہاں کی شہریت دیدی جائے گی، رہ گیے مسلمان تو ان کے لیے امیت شاہ کا اعلان ہے کہ کسی بھی گھس پیٹھ کو یہاں رہنے نہیں دیا جائے گا، آپ نے سمجھا سب کو شہریت دینے کے بعد بچ کون گیا مسلمان۔ یاد رہے کہ شہریت ترمیمی بل مودی حکومت اپنے پہلے دور اقتدار میں لائی تھی جس کے مسودہ میں یہ بات صاف طور پر موجود ہے کہ حکومت اسے پارلیامنٹ سے پاس کرانے میں کامیاب بھی ہوگئی، لیکن راجیہ سبھا میں یہ بل اٹک گیا تھا، حکومت کو یقین ہے کہ اب کی بار ایسا نہیں ہوگا، کیوں کہ اب دھیرے دھیرے راجیہ سبھا میں بھی بی جے پی کی اکثریت ہوگی، اس لیے جس طرح پارلیامنٹ سے کوئی بھی بل حکومت آسانی سے پاس کروالیتی ہے، راجیہ سبھا میں بھی اسے دشواری نہیں ہوگی، جیسا کہ تین طلاق بل پر راجیہ سبھا میں اس نے کامیابی حاصل کی۔

قابل ذکر ہے کہ پورے ملک میں ان آر سی نافذ کرنے کی بات بی جے پی والے بہت پہلے سے کر رہے ہیں، انہیں یقین تھا کہ مسلمان زیادہ دوسرے ملک سے یہاں آکر رہ رہے ہیں، جو یہاں کے شہری نہیں ہیں، مگر آسام کی حتمی فہرست آنے کے بعد وہ حواس باختہ اور پریشان ہیں کہ ''ہم الزام انہیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔''

جسٹس تاہل رمانی کا استعفیٰ

وجیا کملیش تاہل رمانی ایک سینئر جج کی حیثیت سے مدراس ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کے عہدے پر تھیں، وہ دو خواتین ججوں میں سے ایک تھیں، پچھتر ججوں کی قیادت کر چکی تھیں اور بتیس ذیلی عدالتوں کا انتظام بحسن وخوبی سنبھالا تھا، ان کی شہرت ایک غیر جانب دار اور مضبوط قوت فیصلہ والی جج کی حیثیت سے تھی، اب آگے ان کی ترقی سپریم کورٹ کے جج کی حیثیت سے ہونی چاہیے تھی، لیکن مدراس سے ان کا روٹ بدل کر دہلی کے بجائے میگھالیہ کر دیا گیا، یہ ایک ہائی کورٹ کے سینئر چیف جسٹس کے ساتھ ذلت آمیز سلوک تھا، جسٹس تاہل رمانی اس ذلت کو برداشت نہیں کر سکیں اور انہوں نے اپنا استعفیٰ صدر جمہوریہ کو بھیج دیا اور وہ منظور بھی ہوگیا۔

عدالت میں ججوں کی تقرری اور تبادلے کا اختیار ایک کمیٹی کو ہوتا ہے، یہ کمیٹی چیف جسٹس آف انڈیا اور دیگر چار سینئر ترین ججوں پر مشتمل ہوا کرتی ہے، جسے کالجیم کے نام سے جانا جاتا ہے، ۱۹۷۵ء میں غیر ضروری تبادلوں کو روکنے کے لئے سپریم کورٹ نے خود ہی اپنے ہاتھ میں اس کا اختیار لے لیا تھا، تب سے یہی سلسلہ چلا آرہا ہے۔

جسٹس تاہل رمانی ایک صاف ستھری شبیہ والی جج تھیں، ان پر کسی قسم کا کوئی الزام بھی نہیں آیا، وہ جہاں بھی رہیں نیک نامی کے ساتھ رہیں، ایک سال بعد ان کی سبکدوشی ہونی تھی ایسے میں کالجیم نے اس طرح کا فیصلہ کیوں لیا؟ یہ سوال ہر باشعور انسان کو پریشان کرتا ہے اور جب تبادلہ کی بنیاد صیغہ راز میں ہو تو قسم قسم کے خیالات ذہن میں آتے ہیں، ان میں سے ایک خیال یہ بھی ہے کہ بلقیس بانو اجتماعی عصمت دری مقدمہ میں جسٹس وی کے تھیلا رمانی اور مرید ولا بھٹکر نے جو سزا سنائی تھی اور جس طرح انہوں نے پانچ پولیس ملازمین اور دو ڈاکٹر کو گرفت میں لیا تھا، کہیں اس کی سزا تو تھیلا رمانی کو نہیں دی گئی ہے۔

ذہن میں رہے کہ ۲۰۰۲ء کے گجرات مسلم کش فسادات میں بلقیس بانو کے خاندان کے سات افراد کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا اور بلقیس بانو جو پانچ ماہ کی حاملہ تھی اس کے ساتھ اجتماعی عصمت دری کی گئی تھی، جسٹس وی کے تھیلا رمانی نے نچلی عدالت سے جو مجرمین سزا پا چکے تھے اسے باقی رکھا تھا، اور جن کو بری کر دیا گیا تھا، ان کو بھی سزا سنائی تھی، ہوسکتا ہے ان کا یہ جرأت مندانہ قدم اقتدار کی اعلیٰ کرسیوں پر براجمان لوگوں کو نہیں بھایا ہو اور کالجیم نے انہیں صرف تین جج والے میگھالیہ ہائی کورٹ میں تبادلہ کر کے انصاف کے بہتر تقاضوں کو پورا کیا ہو، عدالت بہتر انصاف کے بارے میں مشہور ہے اور ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے لیکن ذہنی اور خیالات کے اوپر تو کوئی پہرہ نہیں بٹھایا جا سکتا۔

کمپنیوں کو راحت

ملک میں معاشی کساد بازاری، مزدوروں کی چھٹنی اور بے روزگاری سے لوگ پریشان ہو رہے تھے، اور غیر ملکی سرمایہ کاروں نے یہاں سرمایہ لگانے سے منہ موڑ لیا تھا، روپے کی قیمت گھٹ رہی تھی اور بازار میں خام مال کی خریداری کے لیے نقد رقم کی کمی ہوگئی تھی، ایسے میں ضروری ہوگیا تھا کہ کوئی ایسا اعلان کیا جائے، جس سے بڑے صنعت کاروں کو فائدہ پہونچے اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی بڑھے، اس کے لیے وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے کارپوریٹ سکٹر کے لیے ڈیڑھ لاکھ کروڑ روپے کی راحت والی کئی اسکیموں کا اعلان کیا ہے، کارپوریٹ ٹیکس، سرچارج کے ساتھ پہلے ۳۴ء۹۴ فی صد تھا، اب یہ گھٹ کر ۲۵ء۱۷ فی صد رہ گیا ہے، بغیر کسی رعایت والی کمپنیوں کے لیے کارپوریٹ ٹیکس ۲۲/فی صد ہوگا، عالمی پیمانے پر کارپوریٹ ٹیکس کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ یہ ٹیکس دنیا کے بیشتر ممالک میں الگ الگ شرح سے لی جاتی ہے، امریکہ اور عراق میں یہ ٹیکس ۱۵، برطانیہ میں ۱۹، فرانس میں ۳۱، روس قزاقستان، سعودی عرب اور افغانستان میں ۲۰، جاپان میں ۳۰ء۶۲ آئرلینڈ میں ۱۲ء۵۰، کناڈا میں ۲۶ء۵۰، ڈنمارک میں ۲۳، اٹلی اور ملیشیا میں ۲۴، میکسیکو اور نائیجیریا میں ۳۰، سنگاپور میں ۱۷، سوئزرلینڈ میں ۱۸، شام میں ۲۸، پاکستان میں ۳۰، سری لنکا، جنوبی افریقہ اور نیوزی لینڈ میں ۲۸، آسٹریلیا، اسپین اور میانمار میں ۲۵ فی صد کی شرح سے لاگو ہے، ہندوستانی حکومت کے اس فیصلے کے بعد کمپنیوں کو کسی اور طرح کا کوئی ٹیکس نہیں دینا ہوگا، ماہرین معاشیات کی رائے ہے کہ اس تاریخی قدم سے ملازموں کی چھٹنیاں بند ہوں گی، بینک اور بازار میں نقدی کی کمی ختم ہوگی، بے روزگاری دور ہوگی، معاشی ترقی کے دروازے کھلیں گے، پیداوار بڑھے گی تو جی ایس ٹی کلیکشن بھی بڑھے گا، سب سے اہم اور بڑی بات یہ ہے کہ صنعتی گھرانوں کا سرکار پر اعتماد مستحکم ہوگا، اس اعلان کو ایک اپریل ۲۰۲۰ء سے آرڈی نینس حکم نامہ کے ذریعہ نافذ کیا جائے گا، کارپوریٹ ٹیکس میں اس کمی کی وجہ سے حکومت کو ایک لاکھ تینتالیس ہزار کروڑ سالانہ کا نقصان ہوگا۔

اس اعلان کی وجہ سے کمپنیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، بازاروں میں رونق آگئی اور شیر بازار کے سینسکس اور نیشنل اسٹاک ایکسچینج ففٹی میں غیر معمولی اچھال آیا، یہ سب واہ واہی تو ہوگئی، اب لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ ٹیکسوں میں اس کمی سے ایک لاکھ پینتالیس ہزار کروڑ کا جو ملک کے خزانہ کو نقصان ہوگا، اس کی بھرپائی کے لیے سرکار کیا کرے گی، ظاہر ہے اس خسارے کی بھرپائی تنخواہ دار اہل کاروں، کسان، چھوٹے صنعت کار، چھوٹے دکاندار اور روزمرہ استعمال کی چیزوں کی قیمت بڑھا کر ہی ہو سکے گی اور اس کا سارا بوجھ غریب عوام پر پڑے گا، بڑے صنعت کار اور مالدار ہوں گے اور غریب کی روزمرہ کی کمائی سے ٹیکس لے کر ان کا خون چوسا جائے گا۔

دوسری بات یہ بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ ٹیکس میں اس کمی سے صنعت کاروں کے یہاں تو بہار آگئی، لیکن چھوٹے اور درمیانی درجہ کے کاروباریوں کو اس کا کیا فائدہ ملا، غیر کارپوریٹ کمپنیاں بھی اسی ہندوستان میں کاروبار کرتی ہیں، اور جی ڈی پی بڑھانے، گھٹانے میں ان کی بھی مضبوط حصہ داری ہے، معاشیات کے سارے اعداد وشمار طلب ورسد کے گرد گھومتے ہیں، کارپوریٹ کمپنیوں نے مارکیٹ میں مال اتار دیا، لیکن خریدنے والے کے پاس پیسے نہیں ہیں، تو طلب کہاں سے پیدا ہوگی اور جب بھی طلب ورسد کا توازن بگڑے گا، معیشت ڈگمگانے لگے گی، المیہ یہ ہے کہ حکومت معیشت کو رفتار بخشنے کے لیے اقدام کرتی ہے، لیکن یہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ ملک معاشی اعتبار سے سست رفتاری کے دور سے گزر رہا ہے، بے روزگاری بڑھی ہے، حالاں کہ اب تو وزیر اعظم نریندر مودی صاحب کے مشورہ کے مطابق پکوڑا بیچنے اور جوتا سلنے والے کو بھی باروزگار مانا جارہا ہے، خوب سمجھ لینا چاہیے دوا اسی وقت کارگر ہوتی ہے جب مرض کی صحیح تشخیص ہو، تشخیص صحیح نہیں ہوگی تو اندازے سے دوا کے سائڈ ایفیکٹ سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مصر میں شورش

مصر میں اخوانیوں کو کچل دیا گیا، منتخب صدر محمد مرسی کو برطرف کر کے آخر کار موت کی نیند سلا دیا گیا، موجودہ قابض صدر عبد الفتاح سیسی یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ہماری حکومت کے دن پرسکون ہوں گے، کیوں کہ انہوں نے مخالفین کا پتہ صاف کر دیا ہے اور جو لوگ بچ گیے ہیں ان میں ایسی دہشت پیدا کر دی گئی ہے کہ اب وہ سر نہیں اٹھائیں گے۔

ہر آمر اور ڈکٹیٹر کی سوچ ہمیشہ یہی ہوا کرتی ہے، یہ ایک دھوکہ ہے جو ڈکٹیٹر کے سر میں سمایا ہوتا ہے، لیکن ہر عروج کو زوال اور ہر فرعون کے لیے موسیٰ کی روایت انتہائی قدیم ہے اور مصر ہی کی ہے، چنانچہ عبد الفتاح سیسی کے لیے بھی مکافات عمل کا وقت آیا ہوا لگتا ہے، فوج کے ایک حصہ نے مصری عوام کو یہ کہہ کر بھڑکا دیا کہ اگر عبد الفتاح سیسی کے خلاف سڑکوں پر آتی ہے تو فوج ان کے تحفظ کا کام کرے گی، جس طرح اس نے ۲۰۱۱ء میں حسنی مبارک کے خلاف عوام مظاہرے میں ان کی حفاظت کی تھی، چنانچہ جمعہ کے روز سیسی اور ان کے فوجی ٹولے کے خلاف مصر کے آٹھ شہروں میں زبردست مظاہرے ہوئے، مظاہرین تحریر اسکوائر پر بھی جمع ہوئے، لیکن سیسی کی فوج نے شدت سے اسے کچل ڈالا اور سینکڑوں مظاہرین کی گرفتاری عمل میں آئی، مظاہرین کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا ہے، عوام نے انہیں ایک ہفتہ کی مہلت دی ہے کہ وہ ازخود صدارت سے استعفیٰ دیدیں۔

یہ مظاہرے اس ویڈیو کے ردعمل کے طور پر ہو رہے ہیں، جس میں ایک تاجر محمد علی (جس نے فوج میں پندرہ سال کنٹرکٹر کے طور پر کام کیا تھا،) نے ویڈیو میں کہا ہے کہ ایک طرف مصر کے عوام روٹی کے محتاج ہیں تو دوسری طرف سیسی اور ان کا ٹولہ عوامی پیسوں سے اپنے لیے محلات، بڑے ہوٹل اور کوٹھیوں کی تعمیر میں کروڑوں ڈالر صرف کر رہا ہے، ایک ویڈیو میں محمد علی کو یہ کہتے ہوئے سنا جا سکتا ہے کہ (سیسی) اب تمہارا وقت ختم ہو چکا ہے۔

آئندہ کیا ہوتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا، لیکن اتنی بات طے ہے کہ مصر کو ایک نئی سورش کا سامنا ہے، سورش کے نتیجے میں مصر کی سیاحت کو سخت نقصان پہونچے گا، جس پر وہاں کی معیشت کا اصل دارومدار ہے، اس کے علاوہ قتل وغارت گری کی جو گرم بازاری ہوگی وہ الگ، برسوں اس کے اثرات سے مصر کو جوجھنا پڑے گا اور ملک کی ترقی اقتدار کی صلیب پر چڑھ کر فنا کے گھاٹ اتر جائے گی۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا مفتی محمد عثمان غنیؒ

: مفتی محمد ثناء الهدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ کے سابق ناظم، مفتی، پہلی مجلس شوریٰ کے رکن، جریدہ امارت اور نقیب کے سابق مدیر، جمعیت علماء بہار کے سابق صدر، نائب صدر، ناظم اور نائب ناظم، علامہ انور شاہ کشمیری کے شاگرد رشید، شاہ فدا حسین دیورہ ضلع گیا کے خلیفہ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی ''مؤتمر الانصار اور جمعیۃ الانصار'' کے سرگرم رکن حضرت مولانا سید محمد عثمان غنی کا انتقال ۲۴/ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۸/دسمبر ۱۹۷۷ء جمعرات کو پھلواری شریف میں ہوا، جنازہ کی نماز حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادریؒ نے پڑھائی اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مولانا محمد عثمان غنی بن رمضان علی کا وطن اصلی دیورہ ضلع گیا تھا، یہ شرفاء اور زمینداروں کی قدیم آبادی ہے، ۱۵/رجب ۱۳۱۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۸۹۶ء بدھ کے دن اسی گاؤں میں مولانا نے آنکھیں کھولیں ابتدائی تعلیم حسب رواج و روایت اتالیق کے ذریعہ گھر پر ہی حاصل کی، ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کے لیے رخت سفر باندھا اور وہاں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی غرض سے داخل ہوئے، ۳۵-۱۳۳۴ھ دورہ کا سال تھا، اس کا مطلب ہے کہ عربی اول سے ہی آپ نے وہاں پڑھنا شروع کیا، اس زمانہ میں آج کی طرح درجہ بندی بھی نہیں تھی ایک سال میں کئی کئی درجات کی کتابیں مختلف اساتذہ کے پاس نکل جاتی تھیں، اس کے باوجود مولانا سات سال میں دورہ تک پہونچے اس سے واضح ہوتا ہے کہ عربی کے ابتدائی درجات سے ہی انہوں نے وہاں تعلیم حاصل کرنا شروع کیا تھا، اس سال بعض اعذار کی وجہ سے رجب میں گھر لوٹ گیے اور آپ کی شرکت سالانہ امتحان میں نہیں ہوسکی، چنانچہ اگلے سال ۳۶-۱۳۳۵ھ میں دوبارہ دورہ حدیث شریف کے درجہ میں داخلہ لیا اور سند فراغ حاصل کیا۔

مولانا علوم دینیہ اور مختلف فنون میں غیر معمولی صلاحیت کے حامل تھے، لیکن دور طالب علمی ہی میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی قربت کی وجہ سے سیاست سے غیر معمولی دلچسپی ہوگئی اور انہوں نے جمعیۃ الانصار اور مؤتمر الانصار کے اجلاس مرادآباد اور اجلاس میرٹھ میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں اور اس اجلاس کو کامیاب کرنے کے لیے اپنی ساری توانائی لگادی، یہ اجلاس ۱۹۱۱ء میں مرادآباد اور ۱۹۱۲ء میں میرٹھ میں منعقد ہوا تھا، مولانا کی اہمیت اور سرگرمیوں کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ طرابلس اور جنگ بلقان کے موقع سے دارالعلوم دیوبند نے جو وفد بہار بھیجا تھا، مولانا اس کے ایک رکن تھے۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے وطن کے لئے رخت سفر باندھا اور ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۹۱۸ء کو وطن واپس آئے، مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا ساتھ چھوٹا تو بہار میں مولانا کی ملاقات دوسری انقلابی شخصیت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ سے ہوگئی، دید و شنید پہلے بھی تھی، لیکن اب تعلق میں پختگی پیدا ہوئی، مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کی دور رس نگاہ نے اس جوہر قابل کو پہچانا، اور جب ۱۹/شوال ۱۳۳۹ھ کو امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا اور صرف نو افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ تشکیل پائی تو مولانا شاہ محمد محی الدین پھلواری شریف پٹنہ، مولانا عبدالوہاب دربھنگہ، مولانا سید سلیمان ندوی، قاضی نور الحسن پھلواری شریف، مولانا عبد الاحد جالے، مولانا فرخند علی سہسرامی، مولانا کفایت حسین، مولانا زین العابدین جیسے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کے ساتھ ایک نام مولانا محمد عثمان غنی کا تھا، جن کی عمر اس وقت صرف ۲۶/سال تھی، اور اسی عمر میں وہ امارت شرعیہ کے پہلے ناظم اور ان نامور علماء کے ساتھ مجلس شوریٰ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۹/ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ کو خانقاہ مجیبیہ کے ایک کمرہ میں امارت شرعیہ کا دفتر قائم ہوا اور جلد ہی وہ ملی، مذہبی اور سیاسی تحریکوں کا مرکز بن گیا۔

۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۳ھ سے امارت شرعیہ کا پندرہ روزہ ترجمان ''امارت'' کے نام سے نکلنا شروع ہوا تو اس کے مدیر آپ مقرر ہوئے، مولانا نے پہلے شمارے سے ہی قاری کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا، مولانا کا اپنی بات رکھنے کا بے باکانہ اسلوب، حق و صداقت کی ترجمانی اور ادب و صحافت کی چاشنی کے ساتھ انتہائی مقبول ہوا، لوگوں کی پسندیدگی کی وجہ سے سرکار کے بھی کان کھڑے ہوئے، آپ کی تحریروں میں حکومت برطانیہ پر جارحانہ تنقید ہوا کرتی تھی، اور یہ تنقید حکومت کے لیے ناقابل برداشت تھی، کئی بار مقدمہ چلا، ۸/مئی ۱۹۲۶ء کے ایک اداریہ پر حکومت نے اس شمارہ کو ضبط کرلیا اور سرکار انگلیشہ نے بغاوت کا مقدمہ کر دیا ۲/نومبر ۱۹۲۶ کو نچلی عدالت سے ایک سال قید اور پانچ سو روپے جرمانہ کا حکم دیا گیا، ایک ماہ جیل میں رہنے کے بعد ۲۷/دسمبر ۱۹۲۶ء کو عدالت عالیہ سے ضمانت منظور ہوئی، قید کی سزا ختم ہوگئی، مگر جرمانہ بحال رکھا گیا۔

۱۹۲۷ء اگست میں بتیا فساد کے موقع سے ۲۰/صفر ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹/اگست ۱۹۲۷ء کا ایک اداریہ پھر حکومت کی جبین اقتدار پر شکن کا سبب بن گیا، دفعہ ۱۵۳ (ایف) کے تحت مقدمہ چلا، ایک سال قید ڈھائی سو روپے جرمانہ کی ادائیگی کا حکم ہوا، سر علی امام نے مولانا کی طرف سے اس مقدمہ میں پیروی کی، ایک روز جیل میں رہنے کے بعد ضمانت ملی، ڈسٹرکٹ جج کے یہاں سے ۳۰/اپریل ۱۹۲۸ء کو مولانا کو انصاف ملا اور وہ بری کر دیے گیے، تیسری بار پھر ایک اداریہ کی وجہ سے ۱۳۵۲ھ میں حکومت بہار نے ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کی، امارت شرعیہ کے ذریعہ اس جرمانہ کی ادائیگی ممکن نہیں ہوئی اور ''امارت'' کو بند کر دینا پڑا۔

اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ اخبار کا نام بدل دیا جائے، چنانچہ اب امارت کا ترجمان ''نقیب'' کے نام سے نکلنے لگا، مدیر مولانا ہی تھے، لیکن مصلحتاً آپ کا نام شائع نہیں ہوتا تھا، قانوناً مدیر اور منیجر کی حیثیت سے صغیر الحق ناصری مرحوم کا نام درج ہوتا تھا، ۵/اپریل ۱۹۴۹ء یعنی آزادی کے بعد سے آپ کا نام پھر سے نقیب پر چھپنے لگا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ھیں

ایمان کے شعبے

: ایڈیٹر کے قلم سے

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی جو مختلف صحابہ کرام سے احادیث کی مختلف کتابوں میں مذکور ہیں، اس میں ایمان کے ساٹھ یا ستر شعبوں سے زائد کا ذکر ہے، ان میں سے بیشتر احادیث صحیح ہیں اور محدثین کی کسوٹی پر پوری اترتی ہیں، حدیث میں سبعون کے ساتھ ''بضع'' کا لفظ ہے ''بضع'' ایک سے نو تک کی عدد پر عموماً بولا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کی اناسی (۷۹) شاخیں ہوسکتی ہیں، امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی نے ستہتر (۷۷) شاخوں کا ذکر کیا ہے اور اس کے لئے قرآن کریم کی آیات، احادیث نبوی اور آثار صحابہ سے استشہاد کیا ہے، باتوں کو واضح اور مبرہن کرنے کے لئے بہت سارے اقوال بھی پیش کئے ہیں، انہوں نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف شعب الایمان میں اس موضوع پر گیارہ ہزار دو سو انہتر (۱۱۲۶۹) احادیث کو جمع کر دیا ہے، عربی اور اردو میں اس کے ترجمے اور شروحات موجود ہیں، ان میں سے کئی قاری کی دسترس سے باہر اور کم یاب ہیں، اور کئی کا اسلوب قدیم ہونے کی وجہ سے استفادہ دشوار ہے۔

ہمارے مفتی محمد آصف اقبال صاحب قاسمی جو جامع مسجد زکریا کالونی سعد پورہ مظفر پور کے امام ہیں، چمپارن کے رہنے والے ہیں، اسی محلّہ میں میری رہائش ہے اور میں ان کا مقتدی ہوں، تقریر و تحریر کی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں، علم پختہ اور مطالعہ وسیع ہے، انہوں نے اس موضوع پر امام بیہقی کے شعب الایمان کو سامنے رکھ کر آیات و احادیث کی روشنی میں ''ایمان کے شعبے'' کے نام سے اہم کتاب تالیف کی ہے، انہوں نے ایمان کے شعبے اٹھتر (۷۸) گنائے ہیں اور ہر شعبہ کے بارے میں ذیلی عناوین لگا کر باتوں کو واضح اور مدلل کیا ہے، انہوں نے اس موضوع سے متعلق چھ سو سولہ احادیث کی اپنے علم و مطالعہ کی روشنی میں تشریح بھی کی ہے، آیات قرآنی اس کے علاوہ ہیں۔

مفتی صاحب نے کتاب کے شروع میں ایک طویل مقدمہ لکھا ہے، جس میں انہوں نے ایمان کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، ایمان اور اسلام میں فرق، امام بخاری کا رجحان، علامہ کشمیری اور دیگر محققین کی رائے، اعمال، ایمان اور ایمان کی شاخیں، اعمال قلب، اعمال بدن اور اعمال لسان کے عنوانات لگا کر ان امور پر سیر حاصل بحث کیا ہے، مقدمہ کی ضخامت کتاب کی ضخامت کے اعتبار سے کم ہے، چھ سو صفحات کی کتاب کے لئے صرف سولہ صفحات کے مقدمہ کو زائد نہیں کہا جا سکتا۔

ایمان کے سلسلہ میں بڑی طول طویل بحثیں کی جاتی رہی ہیں، ایمان مرکب ہے یا بسیط، ایمان میں کمی زیادتی ہوسکتی ہے یا نہیں ایمان مین کمی زیادتی کا مطلب کفر میں کمی زیادتی تو نہیں ہے، حضرات صحابہ کرام اور عام مسلمانوں کے ایمان میں فرق کمیت کے اعتبار سے ہے، یا کیفیت کے اعتبار سے، اس فرق کا اثر ایمانیات کے مختلف شعبوں پر کس قدر پڑتا ہے، یہ اور اس طرح کی بہت ساری بحثیں جو اس دور کے مختلف فرقوں کے نظریات کی روشنی میں پیدا ہوتی تھیں، یہ کلامی بحثیں ہیں جن کے بارے میں ائمہ کی اپنی آرا ہیں اور ہر ایک کے پاس دلائل بھی، لیکن یہ بحثیں عوام کے لئے چنداں مفید نہیں ہیں، عوام کو تو صرف ایمان اور اسلام کی حقیقت کو سمجھ کر دل سے مسلمان ہونا چاہیے، تصدیق قلبی کے بعد اعمال پر توجہ دینی چاہئے، اسی لئے ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر الگ سے قرآن میں کیا گیا ہے اور بار بار کہا گیا ہے، مفتی صاحب نے اپنے مقدمہ میں ان موضوعات سے قصداً گریز کیا ہے جس کی وجہ سے قاری کا ذہن ان موضوعات کی طرف منتقل نہیں ہوگا اور وہ تذبذب کی کیفیت میں مبتلا نہیں ہونگے، مفتی صاحب نے ایمان کے جن شعبوں پر اس کتاب میں بحث کی ہے، اس کا دائرہ ایمان، اسلام، اخلاق اور اعمال سب کو محیط ہے اور واقعہ یہ ہے کہ انسان کے ''کامل مومن'' اور ''مکمل مسلم'' ہونے کے لئے ایمان کے ان شعبوں پر کاربند ہونا ضروری ہے۔

حدیث میں کلمہ لا الہ الا اللہ کو ایمان کا اعلیٰ اور راستے سے تکلیف دہ چیزوں کے ہٹانے کو ادنیٰ اور شرم و حیا کو ایمان کا شعبہ قرار دیا گیا ہے، لا الہ الا اللہ تصدیق قلبی اور اقرار باللسان، اماطۃ الاذیٰ عن الطریق عمل اور حیا اخلاق حسنہ کا اشاریہ ہے، ان تین چیزوں کا خصوصیت سے ذکر کر کے بتایا گیا کہ ایمان کے شعبے میں تصدیق عمل اور اخلاق تینوں شامل ہیں اور ہر ایک کو اپنی زندگی میں برت کر ہی انسان آخرت میں سرخرو اور اللہ کی رضا حاصل کرسکتا ہے۔

علمی بحثوں کو سادہ زبان میں لکھنا مشکل کام ہوا کرتا ہے، مفتی محمد آصف اقبال قاسمی نے اس کتاب میں بھرپور کوشش کیا ہے کہ زبان سادہ استعمال کریں، لیکن اصطلاحات وغیرہ کو بدلا نہیں جا سکتا، اس لئے قاری کو ممکن ہے سمجھنے کے لئے کہیں کہیں کسی سہارے کی ضرورت ہو، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ کسی علمی بحث کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے کچھ ابتدائی اور بنیادی باتوں کا جاننا پہلے ضروری ہوتا ہے۔

مفتی صاحب نے ان موضوعات پر الگ الگ رسائل لکھنے کا جو عندیہ ''پیش لفظ'' میں ظاہر کیا ہے وہ لائق تحسین ہے، اس کتاب میں الگ الگ شعبوں پر جو بحثیں ہیں، ان کو رسائل کی شکل میں بھی شائع کیا جا سکتا ہے، لوگوں کے پاس پڑھنے کا وقت کم ہوتا ہے، اور بہت ضخیم کتاب کی قوت خرید بھی اردو کے قاری کے پاس نہیں ہوتی، اس لئے زیادہ موٹی کتابیں عام قاری کی دسترس سے باہر ہو جاتی ہیں۔

میں مفتی محمد اقبال قاسمی کو اس اہم کتاب کی تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام و تام فرمائے اور مؤلف کے لئے اسے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

تحریک اسلامی کے دو مجاہد

عبد الغفار عزیز

معروف مسلم سپہ سالار اور جلیل القدر تابعی حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ کی جائے پیدایش مکہ مکرمہ ہے، لیکن قبر الجزائر میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ ہجرت سے ایک سال قبل آپ پیدا ہوئے تھے۔ صحابی ہونے کا شرف تو حاصل نہ ہوا، لیکن ایمان لانے کے بعد پوری زندگی میدان جہاد میں گزار دی۔ مصر و سوڈان سے لے کر سینی گال تک کے افریقا میں نُورِ اسلام کا پہنچنا دیگر صحابہ کرام کے علاوہ آپ کا صدقہ جاریہ بھی ہے۔ الجزائر کے جنوب مشرقی علاقے میں واقع جس قصبے میں آپ مدفون ہیں، اس کا نام ہی سیدی عقبہ رکھ دیا گیا۔ کئی صدیوں گذرنے کے بعد اسی بستی (سیدی عقبہ) میں ۲۸ فروری ۱۹۳۱ء کو ایک شخصیت نے جنم لیا، جنھیں دنیا عباسی مدنی کے نام سے جانتی ہے۔ وہ دنیا میں آئے تو اس وقت کئی افریقی ممالک کی طرح الجزائر پر بھی فرانس کا قبضہ تھا۔ تعلیم اور جوانی کی منزلیں طے کرنے کے ساتھ ساتھ وہ فکر و شعور کے مدارج بھی طے کر رہے تھے۔ ۲۳ سال کی عمر کو پہنچے تو ۱۹۵۴ میں فرانسیسی تسلط سے نجات کے لیے الجزائری عوام کی عظیم الشان جدوجہدِ آزادی شروع ہوگئی۔ یہ نوجوان عباسی بھی اس تحریک کا فعال حصہ بن گئے۔ کچھ روز بعد ہی فرانسیسی قابض فوج نے انھیں گرفتار کرلیا۔ پھر آٹھ سال جیل میں گزارنے کے بعد انھیں جیل سے اس وقت آزادی ملی، جب ۱۹۶۲ میں خود الجزائر کو فرانسیسی قید سے آزادی حاصل ہوئی۔ تب یہ بات طے شدہ تھی کہ اگر الجزائر کی آزادی میں مزید کچھ عرصہ بھی تاخیر ہو جاتی تو عباسی مدنی سمیت کئی اسیرانِ آزادی کو پھانسی دے دی جاتی۔ جیل اور فرانس کی غلامی سے آزادی کے بعد انھوں نے مزید تعلیمی منازل طے کیں۔ ۱۹۷۸ء میں برطانیہ سے پی ایچ ڈی کی اور دارالحکومت الجزائر (الجزائر کے دارالحکومت کا نام بھی الجزائر ہی ہے) کی بوزریعہ یونیورسٹی میں تدریس سے وابستہ ہوگئے اور ساتھ ہی ساتھ دعوت و اصلاح کی جدوجہد بھی کرتے رہے۔

اس وقت ملک میں قانونی لحاظ سے صرف حکمران پارٹی ہی کو سرگرمیوں کی اجازت تھی۔ اخوان سمیت مختلف تحریکیں کام تو کرتی تھیں، لیکن انھیں کوئی قانونی تحفظ حاصل نہیں تھا۔ آخر کار ایک عوامی جدوجہد کے نتیجے میں ملک سے یک جماعتی نظام ختم ہوا۔ ۳ نومبر ۱۹۸۸ء کو الجزائر میں سیاسی پارٹیاں بنانے کی اجازت دی گئی تو عباسی مدنی نے ڈاکٹر علی بلحاج اور ڈاکٹر عبدالقادر الحشانی جیسی دینی و قومی شخصیات کے ساتھ مل کر ۱۸ فروری ۱۹۸۹ء کو اسلامی فرنٹ، الجبہ الاسلامی للانقاذ (FIS) تشکیل دیا، جسے ستمبر ۱۹۸۹ء کو قانونی طور پر تسلیم کرلیا گیا۔ اگلے برس ۱۲ جون ۱۹۹۰ء کو بلدیاتی انتخابات ہوئے۔ اسلامی فرنٹ نے ۱۵۳۹ بلدیاتی اداروں میں سے ۹۵۳ میں، اور ۴۸ بڑے شہروں میں سے ۳۲ میں کامیابی حاصل کرلی۔ اگلے برس دسمبر ۱۹۹۱ء میں قومی انتخابات کا پہلا مرحلہ عمل میں آیا تو اسلامی فرنٹ نے ۲۳۱ نشستوں میں سے ۱۸۸ نشستیں حاصل کرلیں۔ پھر کیا تھا الجزائری فوج نے عوامی رائے پر ڈاکا ڈالا، جس پر عوام نے احتجاج کیا۔ جنوری ۱۹۹۲ء سے پورے ملک میں ایمرجنسی نافذ کردی گئی۔ فرنٹ کے ۲۰ ہزار کارکنان سمیت بڑی تعداد میں شہری گرفتار کرلیے گئے۔ پھر درجنوں نامعلوم مسلح تنظیمیں ظہور پذیر ہونے لگیں۔ الجزائری تاریخ میں ان دس برسوں کو خونیں عشرہ یا سرخ عشرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی دوران ایک دوسرے کی تکفیر کا فتنہ متعارف کروادیا گیا۔ جمہوریت کی دعوے دار سب مغربی قوتوں نے فوجی انقلاب کی سرپرستی کرتے ہوئے بالواسطہ یا بلاواسطہ ان مسلح تنظیموں کی سرپرستی کی۔

عباسی مدنی سمیت اسلامی فرنٹ اور دیگر اسلامی تحریکوں کی ساری قیادت یا تو جیلوں میں بند کردی گئی تھی یا شہید۔ نام نہاد عدالتی کارروائی کے بعد عباسی مدنی کو نقص امن کے نام نہاد الزام میں ۱۲ سال قید کی سزا سنادی گئی۔ ۷ سال قید کے بعد ۶۲ سالہ مدنی صاحب کی صحت زیادہ خراب ہوگئی تو جولائی ۱۹۹۷ء میں جیل سے نکال کر گھر میں نظر بند کردیا گیا۔ جہاں انھیں قید کے باقی پانچ سال دنیا سے منقطع رکھا گیا۔ فرنٹ کے دوسرے اور تیسرے نمبر کے رہنما علی بلحاج اور عبدالقادر الحشانی بھی ساتھ ہی رہا ہوئے۔ الحشانی کو دو سال بعد نامعلوم عناصر نے شہید کردیا، جب کہ شعلہ نوا خطیب علی بلحاج کو آج تک آئے دن گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ عباسی مدنی ۲۱ سالہ قید کی مدت پوری ہونے کے بعد علاج کے لیے ملائیشیا چلے گئے اور وہاں سے قطر کے دارالحکومت دوحہ منتقل ہو گئے، جہاں ۲۴ر اپریل ۲۰۱۹ء کو انتقال کر گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ راجِعُونَ۔ مناسب ہوگا کہ اس موقع پر اسلامی سالویشن فرنٹ (FIS) کی تشکیل و پس منظر کا مختصر جائزہ بھی لے لیا جائے۔ یہ ذکر تو آ گیا کہ ۱۹۸۹ء سے پہلے ملک میں صرف ایک ہی پارٹی، یعنی حکمران جماعت کو کام کی اجازت تھی۔ لیکن غیر رسمی اور غیر علانیہ طور پر مختلف سیاسی و نظریاتی اطراف اپنی اپنی جدوجہد کر رہی تھیں۔ اسلامی سوچ رکھنے والے عناصر تین حصوں میں منقسم تھے۔ الاخوان المسلمون کی عالمی تنظیم کے حصے کے طور پر جناب محفوظ نحناح کی سربراہی میں سرگرمیاں جاری تھیں۔

اخوان کے ہم خیال لیکن عالمی تنظیم سے الگ جناب عبداللہ جاب اللہ الگ جماعت رکھتے تھے۔ معروف اسلامی مفکر مالک بن نبی کی فکر سے منسلک لوگ الجزائر کی مرکزی جامع مسجد کو اپنا مستقر بنائے ہوئے تھے۔ نومبر ۱۹۸۲ء میں ان تمام علمائے کرام اور قائدین نے جمع ہو کر ملک پر مسلط آمریت، الحاد اور کرپشن کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے ۱۴ مطالبات پر مشتمل ایک ایجنڈے کا اعلان کیا، جن میں نفاذ شریعت، بالخصوص اقتصادی نظام میں اسلامی اصلاحات، عدلیہ میں اصلاحات اور ملک سے کرپشن کا خاتمہ اور تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی کے مطالبات سرفہرست تھے۔ اس ایجنڈے میں ملک کی اہم اور حساس ذمہ داریوں پر اسلام دشمن عناصر کے واضح نفوذ کی بھی مذمت کی گئی تھی۔ مشترک ایجنڈے کے لیے مشترک سرگرمیوں کا انعقاد کیا گیا، یہاں تک کہ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کا دن آ پہنچا۔ اس روز پوری قوم نے سڑکوں پر آ کر جبر و استبداد سے لتھڑے نظام حکومت سے بغاوت کا اعلان کردیا۔ ۱۹۶۲ میں فرانسیسی قبضے سے آزادی کے بعد سے لے کر آج تک الجزائر کا اصل اقتدار و اختیار فوجی قیادت کے ہاتھ میں ہے۔ ۵ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو اس عظیم الشان عوامی تحریک نے مقتدر قوتوں کو عوامی مطالبات ماننے پر مجبور کردیا۔ عوام اور ذرائع ابلاغ کو اظہار رائے کی آزادی دی گئی۔ سیاسی جماعتیں بنانے کی اجازت ملی۔ سیاسی جماعتیں بنانے کی اجازت ملنے پر ۱۸ر فروری ۱۹۸۹ کو اسلامی فرنٹ بنانے کا اعلان کیا گیا۔ اخوان کے ساتھیوں نے محفوظ نحناح کی سربراہی میں 'تحریک پُرامن معاشرہ' حرکۃ المجتمع الاسلامی (حماس) اور عبداللہ جاب اللہ نے تحریک نہضت اسلامی الجزائر بنانے کا اعلان کردیا۔ اخوان کے ذمہ داران کا کہنا تھا کہ: ''عارضی طور پر اکٹھے ہو کر جماعت بنانے والوں کی کامیابی بھی عارضی ہوگی۔ اس لیے ہم اپنے دعوتی و تربیتی نظام کے ذریعے تبدیلی لانے کی جدوجہد ہی جاری رکھیں گے''۔ ۹۰ء کے بلدیاتی اور ۹۱ء کے قومی انتخابات میں اگرچہ اخوان کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ تاہم، اسلام پسند ووٹروں کی غالب اکثریت نے کرپشن سے نجات اور ملک میں پہلی بار تبدیلی کے نعرے سے متاثر ہو کر اسلامی فرنٹ کو ووٹ دیے۔ اسلامک فرنٹ (FIS) پر پابندی، گرفتاریوں اور پھر خوں ریزی کے دور میں فرنٹ کی ساری تنظیم بکھر گئی۔ اس وقت ملک میں کئی جماعتیں سرگرم عمل ہیں، جن میں سرفہرست اخوان کی 'تحریک پُرامن معاشرہ' (حمس) ہے۔

ملک پر اب بھی اصل اور مکمل اختیار فوج کو حاصل ہے۔ کرپشن کے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں۔ الجزائر اس وقت ایک دوراہے پر ہے۔ بے مثال عوامی تحریک کی وجہ سے بوتفلیقہ اقتدار کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ عوامی دھرنا اور تحریک ہنوز جاری ہے۔ تحریک کا مطالبہ ہے کہ حقیقی عوامی نمایندوں کو اقتدار کی منتقلی یقینی بنانے کے لیے فوجی عہدے داران سمیت بوتفلیقہ کے تمام مددگار مستعفی ہوں۔ ملک کے مستقبل کا فیصلہ آزادانہ انتخابات کے ذریعے کیا جائے۔ مرحوم عباسی مدنی نے وصیت کی تھی کہ ان کی تدفین مادر وطن کی آغوش میں کی جائے لیکن عبوری حکومت نے اس کی اجازت نہ دی اور قطر ہی میں نماز جنازہ ادا کردی گئی۔ خود امیر قطر سمیت بڑی تعداد میں لوگ جنازے میں شریک ہوئے۔ ساتھ ہی الجزائر میں سوشل میڈیا اور عوامی تحریک کے پروگراموں میں میت وطن واپس لانے کا مطالبہ شروع ہوگیا، حکومت کو بالآخر واپسی کی اجازت دینا پڑی۔ جمعرات ۲۴ر اپریل کو دوحہ میں انتقال ہوا تھا۔ اتوار ۲۸ر اپریل کو الجزائر میں تدفین ہوئی۔ اس موقع پر ترک صدر طیب اردگان نے مرحوم کے کفن میں رکھنے کے لیے ۱۳۰ سال پرانے غلاف کعبہ کا ایک قیمتی ٹکڑا بھجوایا۔ یہ غلاف کعبہ معروف عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید کی یادگار تھا۔ طیب اردوان نے یہ سوغات عباسی مدنی مرحوم کے صاحبزادے سلیم عباسی کو بھجواتے ہوئے پیغام دیا کہ: 'یہ نایاب تحفہ برادر اسلامی ملک الجزائر میں جہد مسلسل کی ایک علامت کے لیے ترک قوم کی دعاؤں کی علامت ہے'۔ الجزائر میں عباسی مدنی مرحوم کا جنازہ اٹھا تو تا حد نگاہ، پُرجوش لاکھوں عوام بیک زبان اور بلند آواز ایک ہی نعرہ لگا رہے تھے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ. علیها نحیا و علیها نموت. فی سبیلها نجاهد و علیها نلقی الله۔ ''ہم لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی خاطر زندہ ہیں۔ اسی پر مریں گے، اسی کی خاطر جہاد جاری رکھیں گے اور اسی پر اپنے اللہ سے جا ملیں گے''۔ یہ پُرعزم نعرے اس حقیقت کا اعلان تھے کہ الجزائری عوام کی غالب اکثریت آج بھی دین اسلام کی شیدائی ہے۔ وہ ملک و قوم کو اسی کلمے کے سایے تلے تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتی ہے۔

ڈاکٹر عبداللطیف العربیات اور اردنی پارلیمنٹ میں تین بار اسپیکر رہے ان سے ایک ٹی وی والے نے انٹرویو لیا۔ سوال پوچھا کہ: ''آپ نے اعلیٰ دینی و قومی خدمات انجام دیں، اب آپ کی کوئی اور تمنا و خواہش؟'' کہنے لگے: ''بس یہی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور آخری سانس تک اقامت دین کے لیے جدوجہد کی توفیق عطا کرے''۔ چند ہی روز بعد جناب عربیات نماز جمعہ کے لیے مسجد پہنچے، ابھی خطیب جمعہ منبر پر نہیں بیٹھے تھے۔ مسجد کے ہال میں کھڑے ہو کر خلاف معمول ایک بار چھت کی جانب دیکھا اور نماز شروع کردی۔ ابھی چند ہی لمحے اپنے رب سے مناجات کی کہ بیٹھ گئے اور روح جنتوں کی طرف پرواز کرگئی۔ جناب عبداللطیف عربیات ۱۹۳۳ میں اُردن کے شہر السلط میں پیدا ہوئے۔ ۱۷ برس کی عمر میں الاخوان المسلمون سے وابستہ ہوگئے۔ پہلے اُردن میں تعلیم حاصل کی، پھر بغداد یونی ورسٹی عراق سے گریجویشن کی اور بعد میں ٹیکساس یونی ورسٹی امریکا سے ایم اے اور پی ایچ ڈی۔ اُردن واپس لوٹنے پر وزارت تعلیم میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے۔ اُردن کے نظام تعلیم اور تعلیمی نصاب میں انھوں نے اور ان کے قریبی ساتھی، اخوان کے ایک اور انتہائی باصلاحیت ذمہ دار ڈاکٹر اسحاق فرحان مرحوم نے بہت بنیادی اور دور رس اصلاحات کیں۔ ڈاکٹر عبداللطیف ۱۹۸۱ء میں اخوان کی جانب سے نہ صرف رکن پارلیمنٹ منتخب ہوئے بلکہ اپنی دل نواز شخصیت کے باعث لگاتار تین بار اسمبلی کے اسپیکر منتخب کیے گئے۔ اخوان نے دعوت و تربیت اور سیاسی اُمور کو الگ الگ کرتے ہوئے جبہۃ العمل الاسلامی کے نام سے سیاسی جماعت بنائی تو ڈاکٹر عبداللطیف عربیات کو اس کی سربراہی سونپی گئی۔ اُردن کے شاہ حسین نے قومی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے ایک خصوصی کمیٹی بنائی، جس کے ذمے ایک میثاقِ ملّی پر ملک کے مختلف مکاتبِ فکر کو اکٹھا کرنے کا کام سونپا گیا۔ ڈاکٹر عربیات کو پہلے اس کمیٹی کا رکن، ۱۹۸۹ء میں اس کا سکریٹری اور ۱۹۹۵ء میں اس کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ ۲۰۱۶ء میں اُردن کے اخوان ایک بڑے اندرونی خلفشار کا شکار ہوگئے۔ ایک سابق سربراہ نے مزید کئی ذمہ داران کے ہمراہ تنظیم سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اخوان ہی کے نام سے الگ جماعت قائم کرنے کا اعلان کردیا۔ نام اور جماعت کے اثاثہ جات کے بارے میں عدالتی دعوے تک نوبت جا پہنچی۔ اس موقع پر بعض اطراف سے کوشش کی گئی کہ ڈاکٹر عربیات اخوان کے ایک دھڑے کے مرکزی ذمہ دار بنا دیے جائیں۔ انھوں نے یہ کہہ کر ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کردیا کہ: ''تنظیم کی صفوں میں یک جہتی اور سمع و طاعت کا نظام وہ سرخ لکیر ہے جسے نہ تو کسی بھی صورت عبور کیا جاسکتا ہے اور نہ ملیامیٹ''۔

مرحوم سے راقم کی کئی ذاتی یادیں بھی وابستہ ہیں۔ سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہو رہی تھی جہاں فلسطین، کشمیر اور افغانستان سمیت مختلف موضوعات زیر بحث تھے۔ مرکزی سیشن کی صدارت ڈاکٹر عربیات کر رہے تھے۔ مجھے کشمیر، افغانستان اور پاکستان کے بارے میں بات کرنا تھی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

این آرسی: قافلے بستے گئے ہندوستان بنتا گیا

ڈاکٹر سلیم خان

آسام میں ۱۰۲ سالہ محمد انور علی نے اپنی ساری زندگی ضلع کامروپ کے ایک گاوں میں گزار دی۔ ایک دن اچانک انہیں اپنے اہل خانہ کے ساتھ سرکار نے سب ساگر جورہاٹ میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہاں جاکر انہیں اپنے ہندوستانی ہونے کا ثبوت دینا تھا۔ کسی ۱۰۲ سالہ شخص کو صرف ایک دن کا وقت دے کر اپنے گھر سے ۵۰۰ کلومیٹر دور ایسے علاقہ میں بلایا جانا کہ جس کا نام تک اس نے نہ سنا ہو کس قدر سفا کی ہے؟ انسان دوسروں کا احترام مختلف وجوہات سے کرتا ہے مثلاً رشتے داری، زہدوتقویٰ، علم وفضل، نیکی وخداترسی، خدمتِ خلق اور عمر۔ کسی بس یا ٹرین میں جب کوئی اجنبی بزرگ داخل ہوتا ہے تو لوگ اس کو جگہ دیتے ہیں یا کم از کم جگہ بنادیتے ہیں لیکن قوم پرستی کا زہر انسانوں کو حیوان بنادیتا ہے۔ اس طرح کے واقعات کو پڑھنے کے بعد یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ قوم پرستی کے نشے میں انسان اپنا مذہب بھی بھول جاتا ہے۔ آسام میں کچھار ضلع کے ۱۰۲ سالہ چندردھر داس کا کہنا ہے کہ وہ اس عمر میں کسی کی مدد کے بغیر نہ کھانا کھا سکتے ہیں اور نہ بیت الخلاء جاسکتے ہیں لیکن جیل کے اندر ان کی مدد کے لیے کوئی نہیں تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوبارہ وہاں بھیجے جانے سے قبل مجھے موت آجائے۔ اس بزرگ کو تین ماہ تک جیل کے اندر موجود حراستی کیمپ میں رکھنے کی وجہ صرف یہ تھی انہیں مشکوک غیر ملکی سمجھ لیا گیا تھا۔ اب انہیں فارن ٹربیونل میں پیش ہوکر اپنی شہریت ثابت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چندردھر ۱۹۵۰ء میں بنگلا دیش سے تریپورہ کے راستے ہندوستان میں داخل ہوکر بس گئے۔ وہاں کے قبائلیوں نے گھر جلادیا تو جان بچا کر آسام کے سلچر میں آبسے۔ عدالت کے نوٹس پر پہلی بار چونکہ وہ عدالت نہیں گئے تو ان کو غیر ملکی ٹھہرا کر گرفتار کرلیا گیا۔ ۳ ماہ جیل گزارنے کے بعد ضمانت ملی، لیکن شہریت نہیں۔ اس کے بعد سے عدالت کا چکر پہ چکر چل رہا ہے۔ ان کی ۸۰ سالہ اہلیہ کو بھی اپنی شہریت ثابت کرنی ہے۔ بیٹی نیوتی رائے کو خوف ہے یہ بار بار ۸۰ کلومیٹر کا سفر کہیں والد کی جان ہلاک نہ کردے اس لیے کہ ہر بار واپس آنے کے بعد ان کی حالت غیر ہوجاتی ہے۔ یہ سب اس ملک میں ہورہا ہے جس کی بابت رگھوپتی سہائے فراق گرکھپوری نے کہا تھا:

سرزمین ہند پر اقوام عالم کے فراق ☆☆☆ قافلے بستے گئے ہندوستاں بنتا گیا

فراق گورکھپوری کی بات صد فیصد درست ہے۔ یہ صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں ہوتا تھا کہ کرہ ارض کے لوگ ایک حصے سے نکل کر دوسرے حصے میں جاکر بس جاتے تھے۔ وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔ تہذیبوں اور زبانوں کا لین دین ہوتا تھا، ایک دوسرے کے مذاہب کو جان کر اس میں تبدیلی بھی کرتے۔ یوروپی استعماریت نے اپنے پیر پھیلانے شروع کیے تو صورتحال بدلنے لگی۔ یوروپین لوگ دنیا کے مختلف خطوں میں رہنے اور بسنے کے لیے نہیں بلکہ مقامی لوگوں کو اپنا غلام بنانے کے لیے اور وہاں کے قدرتی وسائل کو اپنے قبضے میں لینے کے لیے جانے لگے۔ مغربی سامراج نہ تو عوام کو اپنا سمجھتا تھا اور نہ لوگ اپنائیت محسوس کرتے تھے۔ ان کی آمد سے ایسے لوگوں کا فائدہ ضرور ہوا جن کو اپنوں نے غلام بنا رکھا تھا مثلاً ہندوستان کے دلت کہ جنہیں براہمنوں نے دبا رکھا تھا۔ براہمن بھی جب غلام بنا لیے گئے تو وہ دلتوں کے ہم پلہ ہوگئے اور شودروں پر لگی پابندیاں کم ہوگئیں۔ اس کے باوجود بیرونی حکمرانوں کے خلاف بجا طور پر بغاوت ہوئی۔ آزادی کی تحریک کامیاب تو ہوئی لیکن اس کے بعد قومیت کی بنیاد پر جو نیشن اسٹیٹ بنی اس کا عملی مظہر آسام میں دیکھنے کو مل رہا ہے۔ علامہ اقبال نے سچ کہا تھا کہ:

اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اسی سے ☆☆☆ اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر مقصودِ تجارت تو اسی سے ☆☆☆ خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے

یوروپ چونکہ نسل وزبان کی بنیاد پر مختلف چھوٹے چھوٹے ممالک میں منقسم تھا اس لیے وہاں نیشن اسٹیٹ کے قیام میں کوئی دقت نہیں آئی لیکن آزادی کے بعد ہندوستان کے سامنے یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اس وسیع وعریض ملک کے لوگوں میں ذات پات کی تفریق کے علاوہ رنگ ونسل اور زبان وتہذیب کا بھی بہت بڑا فرق موجود تھا۔ اس لیے ایک دفاقی نظام حکومت کی بناء ڈالی گئی، تاکہ علاقائی تشخص کو محفوظ رکھا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ زبان کی بنیاد پر ریاستوں کی تشکیل جدید کا کام کیا گیا۔ انگریز بڑے شہروں سے راج کرتے تھے اس لیے جب ان شہروں کو مختلف صوبوں کے اندر ضم کرنے کی باری آئی تو مسائل پیدا ہوگئے۔ مثلاً مدراس جواب چنئی کہلاتا ہے آندھرا پردیش کی سرحد پر تھا مگر اس کو تمل ناڈو کی راجدھانی بنایا گیا۔ کولکاتہ پر بہاری اور اتر بھارتی باشندوں کا اسی طرح غلبہ تھا جیسے دہلی پر پنجابیوں کا تھا لیکن ایک قومی دارالخلافہ اور دوسرے کو مغربی بنگال کا صدر مقام قرار دیا گیا۔ کرناٹک سے لے کر گجرات تک پھیلی ہوئی ساحلی ریاست بامبے اسٹیٹ کی راجدھانی شہر ممبئی تھا۔ اس پر گجراتی غالب تھے مگر وہ مہاراشٹر کی راجدھانی بنا۔ یہی حال گوہاٹی کا تھا جہاں سرکاری دفاتر میں خاص طور بنگالی چھائے ہوئے تھے مگر اس کو آسام کا صدر مقام بنانا پڑا۔ تمل ناڈو کے لوگوں نے سب سے پہلے اپنے علاقائی تشخص کو خطرہ محسوس کیا۔ وہاں پر ایک دراوڈ کزگم نام کی ایک تحریک اٹھی۔ اس کے نام میں دراوڈ نسل کا تذکرہ اور اس کا تمل زبان میں ہونا پوری حقیقت بیان کردیتا ہے۔ آگے چل کر وہ سیاسی جماعت بنی اور اب کئی حصوں میں منقسم ہے لیکن صوبائی حکومت پر انہیں کا قبضہ ہے۔ کانگریس یا بی جے پی کے لیے وہاں سرکار بنانا فی الحال ناممکن ہے۔ اس طرح کی تحریکیں دیگر علاقوں میں بھی اٹھیں مثلاً کشمیر کی نیشنل کانفرنس، پنجاب کا اکالی دل، آندھرا پردیش کی تیلگو دیشم پارٹی اور مہاراشٹر کی شیوسینا۔ ان سب کا مقصد علاقائی تہذیب وزبان کا تقدس اور مقامی لوگوں کے حقوق کا تحفظ تھا۔ ان لوگوں نے اپنی توسیع وترویج کے لیے کسی ایک طبقہ یا تہذیب کی مخالفت کی مثلاً تمل ناڈو میں ڈی ایم کے نے براہمنی تہذیب کو نشانہ بنایا اور مہاراشٹر میں شیوسینا نے تملوں کے خلاف علم بلند کیا۔ اس وقت مراٹھی عوام ملازمت میں دلچسپی رکھتے تھے اور انہیں ملازم پیشہ تملوں بلکہ جنوبی ہند کے لوگوں سے مسابقت کرنی پڑتی تھی۔

آسام میں بھی یہی معاملہ پیش آیا جہاں مقامی طلباء کی تنظیم آل آسام اسٹوڈنٹس یونین (آسو) نے بنگالیوں کے خلاف تحریک چلائی اس لیے کہ انہوں نے محسوس کیا حکومت کے سارے عہدوں پر وہ فائز ہیں۔ شیوسینا اور آسو ابتداء میں خالص علاقائی تحریکیں تھیں لیکن بعد میں ان کے اندر فرقہ واریت آگئی۔ ممبئی کے فرقہ وارانہ فسادات سے فائدہ اٹھا کر شیوسینا نے اپنے اثرورسوخ میں اضافہ کیا اور بی جے پی کے ساتھ الحاق کرنے کے بعد ہندوتوا کا چولہ اوڑھ لیا۔ آسو کے ساتھ بھی یہ ہوا کہ جو تحریک تمام بنگالیوں کے خلاف اٹھی تھی اسے بنگلا دیشی تارکین وطن اور ان میں سے بھی مسلمانوں کی جانب موڑ دیا گیا۔ اس طرح نیلی کے قتل عام میں تقریباً ۲ ہزار مسلمان شہید کردیئے گئے اور اس کے بعد مرکز کی راجیو گاندھی حکومت آسو کے ساتھ معاہدہ کرنے پر مجبور ہوگئی۔ اس طرح قوم پرستی کی خونیں تاریخ کا ایک اور باب تمام ہوا۔

مومنانہ فراست کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا جائے

ڈاکٹر محمد منظور عالم

حالات کا مقابلہ کرنا، مشکلات کا سامنا کرنا، چیلنجز قبول کرنا، اسلامی تعلیمات کو اپنا کر دنیا میں اپنا وجود برقرار رکھنا مسلمانوں کی نمایاں صفت رہی ہے۔ ہر دور میں مسلمانوں نے اس خوبی کو اپنایا ہے۔ اسی خوبی سے مسلمانوں کو دنیا کی عظیم قوموں کی فہرست میں نمایاں مقام ملا ہے۔ دنیا کے وسیع رقبہ پر مسلمانوں نے حکومت کی ہے۔ کئی عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی ہے اور جب بھی مسلمانوں نے حوصلہ سے کام نہیں لیا۔ حالات سے گھبرا کر بزدلی اختیار کرلی۔ حکمت سے کام لینے کے بجائے خوف اور ڈر کو خود پر سوار کرلیا انہیں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ چودہ سو سالہ تاریخ میں کئی مرتبہ مسلمانوں کو بدترین حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان کی سلطنت اور حکومت تباہ وبرباد ہوئی ہے لیکن مسلمانوں نے حالات کا مقابلہ کیا۔ ان کی نسلوں نے ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھ کر اپنا وجود بحال کرنے کی کوشش کی اور پھر دنیا میں انہوں نے پہلے سے زیادہ طاقت، قوت اور عظیم سلطنت حاصل کی۔ سب سے طاقتور سلطنت کی بنیاد رکھی۔ حالیہ دنوں میں ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کو بدترین زوال کا سامنا ہے۔ مسلمان وہاں بھی پریشانیوں اور مشکلات سے دوچار ہیں جہاں ان کی اپنی حکومت ہے۔ جن سرزمیں کی حکمرانی مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ مسلمان وہاں بھی شدید حالات سے دوچار ہیں جہاں وہ اقلیت میں ہیں ایسے حالات میں مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ حالات کا جائزہ لیں۔ حکمت اور دانشمندی کو بروئے کار لائیں اور زمانے میں اپنا وجود قائم کریں۔ اپنی شناخت بنائیں۔ کسی کے دباؤ میں آئے بغیر اپنے حقوق کی بحالی اور اسلامی شعائر کو فروغ دینے کی لڑائی لڑیں۔

ہندوستان دنیا کے ان ممالک میں شامل ہے جہاں مسلمانوں نے پہلی صدی ہجری کے آخری دور میں قدم رکھ دیا تھا۔ پھر دسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی یہاں باضابطہ سلطنت بن گئی۔ پندرہویں صدی میں مغلوں نے یہاں آکر ہندوستان کی تقدیر بدل دی۔ دنیا کی عظیم حکومتوں کے مقابلہ میں ہندوستان کو لاکھڑا کردیا اس کا رقبہ کئی ملکوں تک وسیع کردیا۔ انگریزوں نے قبضہ کرلیا تو مسلمانوں نے اس کے خلاف آزادی کی جنگ چھیڑ دی۔ تحریک آزادی زور پکڑی۔ برادران وطن نے بھرپور ساتھ دیا اور بالآخر ہندوستان آزادی کی دولت سے ہمکنار ہوگیا۔ ایک آزاد، سیکولر اور جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ تمام شہریوں کو بغیر کسی مذہبی، لسانی اور علاقائی تفریق کے یکساں حیثیت دی گئی۔ ہندو، مسلمان سکھ عیسائی نے ایک ساتھ رہنے کا عزم کیا لیکن ستر سالوں کے دوران ہندوستان کی یہ تصویر اب بدلنے لگی ہے۔ سماج میں نفرت اور فرقہ پرستی پنپ رہی ہے۔ مذہبی منافرت کو اہمیت دی جارہی ہے ایسے میں مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ حسن اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ اتحاد ویکجہتی کو فروغ دیں۔ دعوت دین کے فریضہ کو اپنا شعار بنائیں۔ اپنے عمل، اخلاق اور کیرکٹر سے اسلام کی تشہیر کرکے دوسروں کو مائل اور قائل کرنے کی کوشش کریں، آپسی اتحاد اور اتفاق بھی مسلمانوں کی بنیادی ضرورت ہے۔ قرآن کریم میں اتحاد واتفاق کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی کا مسلمانوں کو واضح ارشاد ہے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور آپس میں اختلاف مت پیدا کرو۔ ''وَاعتَصِموا بِحَبلِ اللهِ جَمِيعاً وَلا تفرَّقوا۔''

(اور تم سب ملکر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو) آیتِ مبارکہ میں فرد واحد کے بجائے پوری امت سے خطاب ہے۔ اعتصام بحبل اللہ یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ قران نے صرف خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کے حکم پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ کہا ہے ''جَمِيعًا'' کہ سب مل کر خدا کی رسی کو تھامیں۔ مسلمانوں کو ساتھ ساتھ مل کر اجتماعی شکل میں اعتصام بحبل اللہ کرنا ہوگا اور ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہونا ہوگا۔ بالفاظِ دیگر اس آیت کریمہ میں اتحادِ امت کا حکم دیا گیا ہے اور تفرقہ سے بالکل منع کیا گیا ہے۔ مفسرینِ کرام کے نزدیک ''حبل اللہ'' سے مراد کتاب وسنت ہیں۔ لہٰذا امت مسلمہ کے درمیان کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی شکل میں اتحاد واتفاق کی دو مضبوط بنیادیں موجود ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے گمراہ نہ ہوگے۔'' اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کی تعلیمات وہدایات قرآن کریم کی شکل میں موجود ہے۔ اس میں انسانوں کے لیے زندگی گذارنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کی عملی شکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ کتاب وسنت کی بنیاد پر متحد ومتفق ہوں۔ یہ پیش نظر رہے کہ اتحاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا ہے کہ تمام مسلمان اپنی انفرادی رائے، اپنے اعتقادات اور خیالات سے دستبردار ہوجائیں، بلکہ اتحاد سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعتقادات پر قائم رہتے ہوئے مجموعی اتحاد کا ثبوت پیش کرے۔ دوسروں کی رائے اور دلیل کے تئیں احترام، وسعت قلبی اور رواداری کا مظاہرہ کرے۔ تعصب سے پرہیز کرے کیونکہ تعصب تنازع اور تصادم کو جنم دیتا ہے۔ اتحاد کی اہمیت کے ساتھ اللہ تعالی نے آپسی اختلاف وانتشار اور فخر وغرور کو مشرکوں کا شیوہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کی آیت ہے۔ ''ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقو ادینهم و کانوا شیعا'' (روم ۱۳)

''اوران مشرکوں میں سے نہ ہوجانا جنھوں نے اپنا دین الگ کرلیا اور گروہوں میں بٹ گئے۔''

جب انسان اتحاد واتفاق کو طاق نسیاں میں رکھ کر گروہوں اور ٹولیوں میں بٹ جاتا ہے، تو ان کا انجام کیا ہوتا اور کس طرح سے انہیں اس کا نتیجہ ملتا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا: (بقیہ صفحہ ۷ پر)

مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ

مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی

مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ طیبہ کا سفر عقیدت ومحبت اور جذبات سے لبریز سفر ہوتا ہے، حج مبرور سے گناہوں کی معافی کے بعد سفر ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان ایسا پاک صاف ہوجاتا ہے جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہو، ایسے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں گناہوں سے آلودہ جسم وجان اور روح ودماغ لے کر حاضری کرب سے تھوڑا چھٹکارا مل جاتا ہے، اپنی امت کو اس حالت میں دیکھ کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً مسرت ہوتی ہوگی اور بندہ پر بھی شرمساری کی وہ کیفیت نہیں ہوتی جو حج سے پہلے مدینہ کے سفر میں غالب رہتی ہے، ایسے میں وہ زیادہ بہتر انداز میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت میں شفاعت کا طلب گار رہتا ہے، اس طلب میں جو کیفیت ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے، کیونکہ الفاظ محدود ہیں اور کیفیات غیر محدود ہوا کرتے ہیں، ایسے موقع سے اہل قلم کو الفاظ کی تنگی کا شکوہ ہوتا ہے اور بجا ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کا قافلہ بھی جب مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوا تو کچھ ایسی ہی کیفیات سے دوچار تھا، معلم کی جانب سے جو بس فراہم کرائی گئی تھی وہ خواجہ انجینئر کمپنی کی بس تھی، اچھی اور آرام دہ تھی، مدینہ طیبہ میں مکہ والے معلم کا عمل دخل نہیں ہوتا ہے، یہاں الگ گروپ ہوتا ہے جو حجاج کو کنٹرول کرتا ہے اور معلم سے اس کا رابطہ ہوتا ہے، ہم لوگوں کو مدینہ میں جس گروپ کے حوالہ کیا گیا تھا وہ ''کرم الحجاز'' کے نام سے موسوم ہے۔ بس ظہر کے بعد دیر سے روانہ ہوئی، روانگی سے قبل ناشتہ کا ایک ایک پیکٹ تقسیم کیا گیا، جسے ہم لوگوں نے فوراً ہی کھا کر ختم کردیا، پیکٹ میں بسکٹ وغیرہ کے ساتھ جوس بھی تھا جسے پی کر سیراب ہوئے، اب جو بس کھلی تو کافی دور جاکر داوئ ستارہ میں رکی ہیں، عصر کچھ تاخیر سے پڑھی گئی، یہاں مختلف طرح کی دکانیں لگی تھیں، جس میں قسم قسم کی چیزیں فروخت ہورہی تھیں، میں نے نظر الہدی سے کہا کہ تم کلونجی لے لو، تیل بھی اور دانہ بھی، چنانچہ اس نے دونوں چیزیں خریدلیں، کھانے کے لئے کیک وغیرہ بھی لیا گیا، نماز اور کھانے پینے سے فارغ ہوکر ہم پھر بس میں بیٹھ گئے، آگے جاکر چیک پوسٹ پر بس رکی تو حکومت کی جانب سے پینے کے لئے زمزم کی ایک ایک بوتل پیش کی گئی، ضروری جانچ کے بعد بس بڑھی، اور بڑھتی گئی، دونوں طرف صحرا اور بیابان تھا، پہاڑ کو توڑ کر سطح زمین بنانے کی کاروائی تیزی سے جاری تھی، اس لئے جن روایتی پہاڑوں کا تذکرہ ملتا ہے وہ اب ختم ہوتے جارہے ہیں، طریق المدینہ ماضی کا طریق الہجرۃ ہے، اسی راستہ سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تھے، راستہ کیا، پہاڑوں کا سلسلہ تھا، اسی پر اونٹنی چڑھتی اترتی قبا پہونچی تھی، نظر الہدی سلمہ نے ڈرائیور کے قریب جاکر بس میں نصب مائک سے نعت نبی سنانا شروع کیا اور دیر تک سناتے رہے اور عازمین وجد وکیف وسرور میں مبتلا رہے، گاڑی آگے بڑھتی رہی، سورج غروب ہوگیا، لیکن دونوں طرف صحرا ہی صحرا تھا، کوئی آبادی نہیں، کوئی مسجد نہیں، نماز مغرب کی مؤخر ہوتی رہی، حاجیوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا رہا، مغرب کا آخر وقت ہورہا تھا، ایک مسجد دیکھ کر ڈرائیور نے گاڑی روکی، لیکن وہ مسجد بھی ویران تھی، بجلی کی روشنی بھی نہیں تھی، قرب وجوار میں مخدوش دوکانیں تھیں جو خالی تھیں، ہم لوگ بس سے اترے، زمین تپ رہی تھی۔ کنکر پتھر بکھرے پڑے تھے، اللہ کے حکم کی بجا آوری میں نماز کے لئے کھڑے ہولیا، تین رکعت پڑھ لی گئی، لیکن یہ نماز خانہ پڑی کی ہی لگی، نہ اطمینان، نہ خشوع خضوع، پاؤں کو الٹ پلٹ کر کرتے کسی طرح نماز پڑھی گئی، جائے نماز ساتھ تھا، لیکن وہ زمین کی گرمی جذب نہیں کرپار ہا تھا، خیال کی دنیا میں چودہ سو سال پہلے گم ہوگیا، سوچتا رہا کہ ساری سہولتوں کے باوجود ایسی تپتی زمین پر ایک نماز پڑھنا دشوار ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس صعوبت اور پریشانی کے ساتھ یہ لمبا سفر طے کیا ہوگا، آنکھوں میں آنسو آگئے، دل بے قرار ہوا، سب لوگ فارغ ہوچکے تھے، اس لئے بس پر سوار ہوگئے اور بس چل پڑی، کئی جگہ چیکنگ کے مرحلہ سے گذرنے کے بعد ہم لوگ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے، اس بس پر تین ہوٹل کے مسافر سوار تھے، دو ہوٹل متصل متصل تھا، ڈرائیور وہاں لے گیا اور حجاج کرام کو اتار دیا، ہم لوگوں کا ہوٹل سجی المدینہ دوسری طرف تھا، ڈرائیور اس جگہ سے ناواقف تھا، اس لئے سڑک پر گاڑی دوڑتا رہا، دوچار چکر ادھر ادھر لگائے پھر ہم لوگ سجی المدینہ پہونچے۔

کمرہ بک نہیں ہونے کی وجہ سے یہاں افراتفری تھی، نظر الہدی لائن میں لگے اور اپنی باری آنے پر ۲۳۹ نمبر کی چابی ان کے حوالہ کی گئی، یہ پانچ بستر پر مشتمل ایک کمرہ تھا، ہم لوگ ایک ہی کمرہ میں سما گئے، یہ ہوٹل ۱۵ نمبر گیٹ سے قریب ہے، لیکن کمرے میں بالٹی وغیرہ کی کمی تھی، کپڑے پھیلانے کی بھی کوئی جگہ نہیں تھی، باتھ روم کے فرش پر پانی جمتا رہتا تھا، بہر کیف اب آٹھ روز اسی میں گذارہ کرنا تھا، فریش ہونے کے بعد ہمارے ایک عزیز کمرے پر ملاقات کے لئے آگئے، گیارہ سے زائد ہورہا تھا، سفر کی تکان بھی تھی، لیکن طبیعت نہیں مانی کہ روضۂ اقدس پر حاضری کے بغیر سوجاؤں، چنانچہ سبھی لوگ نکل پڑے، عورتوں کے لئے اس وقت کوئی موقع نہیں تھا لیکن وہ بھی بصد شوق مسجد نبوی میں حاضری کی غرض سے نکل کھڑی ہوئیں، ہم لوگ باب السلام سے داخل ہوگئے، رات کا وقت تھا، سلام پڑھنے والوں کی بھیڑ نہیں تھی، اس لئے اطمینان سے سلام پیش کرنے کا موقع ملا، جن لوگوں نے سلام پیش کرنے کے لئے کہا تھا، ان میں سے جن جن کے نام یاد آئے پہلی حاضری میں نام بنام سلام پیش کردیا، جن کے نام نہیں یاد آئے، ان کے بارے میں اللہ سے کہا کہ اے اللہ تو ان تمام کے نام جانتا ہے جنہوں نے سلام پیش کرنے کی ذمہ داری مجھے دی تھی، سب کا سلام مالک، آقا کے یہاں پیش کروادے۔ اس خیال کے ساتھ ہی ایک بجلی سی ذہن میں کوندی اور وہ روایت یاد آگئی جس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے درود شریف پڑھنے کی صورت میں فرشتوں کے ذریعہ پہونچائے جانے کی بات کہی گئی ہے، ذہنی رو بھٹکی تو یہ بھی سوچنے لگا کہ حاجی کو لوگ سلام پہونچانے کو کہتے ہیں جب کہ اگر وہ اپنی جگہ سے درود شریف بھیجیں تو فرشتے پہونچائیں گے جو اپنی کیفیات کے اعتبار سے انسان سے بدرجہا بہتر ہیں، کیوں کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے، حکم دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں، جب کہ انسان گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے، اللہ کی نافرمانی کرتے کرتے عمر کٹ جاتی ہے، ایسے میں حاجیوں کے ذریعہ سلام پہونچانے کی درخواست ایک رسم سے زیادہ کچھ نہیں ہے، ہر آدمی اپنے مقام پر رہ کر درود شریف بھیجے، فرشتے نام بنام پہونچادیا کریں گے، اسی استغراقی کیفیت میں کب مسجد نبوی سے باہر آگیا، پتہ ہی نہیں چلا، عورتیں زیارت سے محروم تھیں، چنانچہ ان کو گنبد خضراء کی طرف سلام پیش کرکے نکلنے والے گیٹ کے قریب لایا، انہوں نے دور ہی سے سلام پیش کیا، لیکن باہر کے حصہ میں بھی خواتین کو شرطیوں نے زیادہ دیر نہیں کھڑا رہنے دیا، چلتا کردیا۔

بہر کیف وہاں سے نکل کر ہوٹل پر آگیا اور سوگیا، صبح سے چالیس وقت کی نماز شروع ہوتی تھی، الارم لگا کر سوگیا تاکہ فجر میں مسجد نبوی کی حاضری یقینی ہو۔ اللہ نے صبح تہجد کے وقت ہی جگادیا، الارم کی ضرورت الحمد للہ نہیں پڑی، سارے رفقاء ضروریات سے فارغ ہوکر مسجد نبوی پہونچ گئے، خواتین اپنی سمت چلی گئی، ہم لوگ باب عمر بن الخطاب سے داخل ہوئے، آگے جاکر نماز سے فارغ ہوئے، اس باب کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر ۱۷/۱۸ نمبر گیٹ کی طرف سے آپ داخل ہوں تو دوسری طرف باب الہجرہ سے آپ نکلیں گے، جہاں سے باب السلام چند قدم کے فاصلے پر ہے، فجر اور عصر کے وقت مواجہ شریف میں درود وسلام پڑھنے والے کی کثرت ہوتی ہے، ازدحام ہوتا ہے، اگر اس گیٹ سے آپ نکل گئے تو بڑی حد تک بھیڑ سے بچا جاسکتا ہے۔

پہلے باب السلام کے اندر درمیان میں محراب ہے، وہیں سے امام صاحب نماز پڑھاتے تھے، لیکن اب اس پوری جگہ کو خالص سلام پڑھنے والوں کے لئے خاص رکھا گیا ہے، اب امام صاحب ریاض الجنۃ میں اس جگہ کھڑے ہوتے جہاں سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم امامت فرمایا کرتے تھے، البتہ اس جگہ پر محراب بنا کر سر مبارک کی جگہ ادباً اینٹوں سے چن دی گئی ہے، اب اگر کوئی وہاں پر نماز پڑھے تو قدم مبارک جہاں پر ہوا کرتا تھا وہاں پر آج امام یا مقتدی کا سر سجدہ میں ہوگا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی تیز قدموں سے مواجہ شریف پر پہونچا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھی سلام پیش کیا، اسلام کی ترویج واشاعت میں ان حضرات کی قربانی اور جدوجہد تاریخ کے دریچوں سے دیکھ رہا تھا، ہجرت کا سفر غار ثور میں قیام، حضرت عمرؓ کا کعبۃ اللہ کے صحن میں اعلان حق، اور اس کے قبل دار ارقم میں ان کا اسلام قبول کرنا، ایک ایک کر کے واقعات سامنے آنے لگے، لوگ آگے بڑھ گئے تھے اور میں وہیں پر مبہوت سا کھڑا تھا، شرطی کی آواز نے اس تسلسل کو توڑا اور اس کے آگے بڑھنے کی آواز پر میں باہر نکل گیا، دیر تک باہر سے گنبد خضرا کو دیکھتا رہا، دل کی چین کا بڑا ذریعہ بنا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے ایک ایک واقعہ پر ذہن ودماغ میں بجلی کوندتی رہی، وہاں سے نکالا تو بقیع الغرقد سامنے ہی تھا، یہ فجر کے بعد ہی کچھ دیر کے لئے کھلتا ہے، اس لئے نظر الہدی، وہاج الہدی کے ساتھ ادھر کو جالیا۔ بقیع غرقد یا جنت البقیع مدینہ منورہ کا مسجد نبوی سے متصل وہ قبرستان ہے جس میں ایک روایت کے مطابق دس ہزار کے قریب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدفون ہیں، بقیع کی آخری توسیع شاہ فہد کے زمانہ میں ہوئی تھی، توسیع کے بعد اب اس کا رقبہ ۱۷۴۹۶۲ مربع میٹر ہے، جس کی چہار دیواری چار میٹر اونچی اور ۱۷۲۶ میٹر لمبی ہے، یہاں عورتوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے، البتہ عورتیں باہر سے ہی کھڑی ہوکر فاتحہ پڑھ سکتی ہیں، لیکن ہاف کیلو میٹر تک جنت البقیع کی دیواریں سڑک سے اس قدر اونچی ہیں کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا، تقریباً نصف کیلو میٹر کے بعد جہاں قبرستان نشیب میں ہیں، جنت البقیع میں داخلہ کا دروازہ ایک ہی ہے، اندر جو مشہور صحابہ کرام کی قبریں ہیں، ان پر پہلے قبہ اور کتبہ ہوا کرتا تھا، شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تحریک کے نتیجے میں سب زمین بوس ہوگئے، تاہم حضرت عثمان غنیؓ، حضرت سعید الخدری، دائی حلیمہ وغیرہ کی قبریں چھوٹی چہار دیواری کی وجہ سے عام قبروں س ممتاز ہیں، ان پر کتبہ تو نہیں ہے، لیکن قدیم کتابوں میں جو نقشہ ہے اس میں نشان دہی کی گئی ہے، حجاج کرام اس نقشہ کو ساتھ رکھتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں، حضرت عثمان غنیؓ کا مزار قدیم بقیع کے بالکل آخری سرے پر ہے، اور اس سے بائیں ہٹ کے قدیم بقیع کے باہری حصے میں ابو سعید خدریؓ کی قبر ہے، دروازہ سے داخل ہونے کے بعد حضرت فاطمہ زہراؓ، حسن بن علی، حضرت عباس، حضرت جعفر طیار کی قبر ہے، اسے اب پورے طور پر گھیر دیا گیا ہے۔

بقیہ مومنانہ فراست کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیجیئے .... ''ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم'' (انفال ۴۶) اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم لوگ بزدل ہوجاؤ گے ورتمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ مزید فرمایا (ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء هم البينات واولئک لهم عذاب عليم) (ال عمران ۱۰۵) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو فرقے میں بٹ گئے اور روشن دلائل آجانے کے بعد آپس میں اختلاف کرنے لگے یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ہندوستان کے موجودہ ماحول میں مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد واتفاق کے ساتھ برادران وطن سے بہتر تعلقات کا قیام بھی ضروری ہے۔ اپنی خودداری، اپنی روایت اور اسلامی شعار کے ساتھ ان سے ملاقات کرنا، انہیں اپنے یہاں مدعو کرنا ان کے ساتھ روابط بڑھانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ ڈائیلاگ اور مذاکرات کا راستہ ہمیشہ ہموار رہنا چاہیے۔ اپنے مخالفین کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چاہیے۔ مومنانہ فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے موجودہ معاشرہ میں ہمیں خود بہتر اور مضبوط بنانا چاہیئے لیکن ایسی کوششوں کے دوران خود کو سنبھالنا اور خود پر قابو رکھنا ضروری ہے۔ کسی سے مرعوب ہونا، طاقت اور حکومت سے خوفزدہ ہوجانا اور ملی مفاد کو بالائے طاق رکھ کر مخصوص فائدہ کے تحت ایسی کوششیں کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو پائے ہیں۔ اقتدار اور حکومت کسی کی بھی ہمیشہ دائمی نہیں ہوتی ہے لیکن عموماً کچھ لوگ اقتدار مل جانے کے بعد کمزوروں کا استحصال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں اپنے مفاد کے تحت استعمال کرتے ہیں۔ انہیں استعمال کرکے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم جانے انجانے میں آلہ کار بن جاتے ہیں۔ اس بات کا احساس تک نہیں کرپاتے ہیں کہ کہاں ہمارا استعمال کیا جارہا ہے۔ ہمارے اقدام سے کون فائدہ اٹھا رہا ہے اس لئے مومنا فراست کو بروئے کار لائیں۔ عقلمندی اور دانشمندی کے پیش نظر رکھیں۔ برابری کے ساتھ بات کرنے کی جرات پیدا کریں۔ اپنے مخالفین سے خوف زدہ ہونے کے بجائے انہیں اپنے عمل اور ہیبت سے خوفزدہ کریں۔ مرعوبیت کا لبادہ اپنی زندگی سے پھینک دیں۔ اپنی تاریخ، اپنی خدمات، اپنی شخصیت اور اپنے وجود کی بنیاد پر کسی کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے بجائے ان کے ساتھ برابری کی سطح پر بات کریں۔ مساوات کے ساتھ ڈائیلاگ اور مذاکرات کریں۔ تبھی کوئی مشن کامیابی سے ہم کنار ہوگا ورنہ اس کا نتیجہ یکطرفہ اور اقتدار میں بیٹھے لوگوں کیلئے ہی صرف فائدہ مند اور دوسروں کیلئے نقصان کا سبب ثابت ہوگا۔ یہ اکیسویں صدی ہے۔ مسلمان یہاں اقلیت میں ہیں۔ نفرت اور فتنہ پورے ملک میں سرایت کرچکی ہے ایسے سنگین حالات میں مسلمانان ہند کی ذمہ داری ہے کہ وہ خوف کے ماحول سے باہر نکلیں۔ آپس میں اعتماد، یقین اور حسن ظن کی فضاء پیدا کریں۔ صاحب اقتدار کے سامنے گھٹنے ٹیکنے سے گریز کریں۔ خودداری، عزت نفس اور پورے وقار کے ساتھ مذاکرات کریں۔ ڈائیلاگ کا سلسلہ شروع کریں۔ کسی کو طاقتور اور صاحب اقتدار سمجھ کر خوف زدہ اور پریشان ہونے کی نفسیات سے باہر نکلیں۔ اپنے راز کو راز رکھیں۔ اس طرح کے معاملات میں میڈیا سے دوری بنائیں رکھیں۔ اپنی ملاقات اور ڈائیلاگ سے حوصلہ اور جرات کا پیغام دیں۔ یہ ہندوستان سب کا ہے۔ اس کی مٹی سے ہمارے خون کی بو آتی ہے۔ ہزاروں سال کی تاریخ اس سے وابستہ ہے اس لئے یہاں عزت ووقار کے ساتھ رہنے کیلئے ہمیں خود اپنی جنگ لڑنی ہے۔ اسی میں ہماری کامیابی مضمر ہے اور یہی ہماری مومنانہ فراست کا تقاضا ہوگا۔

اخبارِ جہاں

بزنس روزگار وکیریر

سید محمد عادل فریدی

امریکہ میں خواتین ٹاپ لیس ہوکر گھوم سکیں گی

خبر ہے کہ اب امریکہ کی چھ ریاستوں میں خواتین ’’ٹاپ لیس‘‘ ہوکر گھوم سکیں گی!’’ٹاپ لیس‘‘ یعنی اوپر کے دھڑ سے عریاں۔ اس خبر پر بہت زیادہ چونکنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ان دنوں دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کے نام سے جو تحریکیں چھڑی ہوئی ہیں ان میں سے اکثر کا مقصد خواتین کو عریاں کرنا ہی ہے۔ اور یہ تحریکیں چھیڑنے والوں میں صف اول پر عورتیں ہی ہیں، یعنی بالفاظ دیگر یہ کہ امریکہ اور یوروپ سمیت ساری دنیا میں عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد عریاں یا ننگے ہوکر گھومنے کو اپنا حق سمجھتی ہے۔ امریکہ میں عرصے سے ’’فری دی نپل‘‘ (Free the Nipple) نام سے ایک تحریک جاری تھی۔ ہم ’’فری دی نپل‘‘ کا اردو ترجمہ اگر مہذب انداز میں کریں تو ’’سینے کو آزاد کریں‘‘ کر سکتے ہیں۔ اس تحریک کے تحت خواتین سڑکوں پر اترتی تھیں، ان کے ساتھ ان کے ’’ہمدرد‘‘ مرد حضرات بھی ہوتے تھے اور یہ سڑکوں پر اتر کر اس مطالبے کے ساتھ مظاہرہ کرتی تھیں کہ انہیں ’’ادھ ننگا‘‘ ہونے کا حق دیا جائے۔ اس تعلق سے امریکی سپریم کورٹ میں بھی ایک درخواست دائر کی گئی تھی جس پر عرصے سے شنوائی جاری تھی اب سپریم کورٹ نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے کہ امریکی خواتین ’’ادھ ننگی‘‘ ہوکر سڑکوں پر گھوم پھر سکتی ہیں۔ فی الحال یہ آزادی یا حق چھ ریاستوں کولوراڈو، یونا، کین ساس، نیومیکسکو اور اوکلاہوما کی خواتین کے لیے ہے۔ وہ خواتین جو اس تحریک سے جڑی ہوئی ہیں ان کی دلیل یہ تھی کہ ان کا جسم صرف جنسی حظ کے لیے نہیں ہے، لہذا انہیں یہ حق حاصل ہے کہ جس طرح مرد اپنے جسم کے اوپری دھڑ کو بے لباس کرکے گھومتے پھرتے ہیں کم از کم انہیں بھی اسی طرح گھومنے پھرنے کی آزادی دی جائے۔ مطلب یہ کہ ان خواتین کی نظروں میں ان کے اور مردوں کے جسم میں کوئی فرق نہیں ہے لہذا اگر مرد ادھ ننگے سڑکوں اور گلیوں میں ٹہل سکتے ہیں تو وہ کیوں نہیں!

’’فری دی نپل‘‘ کی تحریک میں ایسا نہیں ہے کہ ساری ہی عورتیں شریک تھیں، بہتوں نے اس کی مخالفت بھی کی، اس تحریک کو ناکام بنانے کے لیے کولوراڈو شہر میں دو کروڑ روپئے تک خرچ کیے گئے، مگر سپریم کورٹ نے فیصلہ ’’فری دی نپل‘‘ تحریک کے حق میں ہی دیا۔ کولوراڈو شہر کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ عورتیں اگر ’’ٹاپ لیس‘‘ ہوکر گھومنا چاہتی ہیں تو گھومیں ہمارا کیا بگڑتا ہے! اس سے قبل امریکہ میں صرف دس سال کی بچیوں کو ’’ٹاپ لیس‘‘ ہونے کی چھوٹ تھی۔ یہ تحریک صرف امریکہ تک ہی محدود نہیں ہے، یہ یوروپ میں بھی زور وشور سے جاری ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اب ساری دنیا ہی اس تحریک کی زد میں ہے تو غلط نہیں ہوگا۔ وہ جو ’’مغربی تہذیب‘‘ کا گن گان کرتے ہیں شاید اس خبر سے ان کی آنکھیں کھل جائیں۔ شاید اب لوگوں کو یہ اندازہ ہو جائے کہ فحاشی کا طوفان پوری رفتار سے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کے لیے آزاد ہو چکا ہے۔ نہ ہی تو حکمرانوں کو کوئی فکر ہے اور نہ ہی قانون دانوں کو۔ بلکہ اب تو ساری دنیا میں قانون ہی کے ذرائع فحاشی کے طوفان کی تیزی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ابھی کچھ دنوں پہلے ہندوستان میں سپریم کورٹ نے جو فیصلے کیے وہ بھی فحاشی کے طوفان کے ہی زمرے میں آتے ہیں۔ ’’ہم جنسی‘‘ کی آزادی دے دی گئی ہے کیوں کہ ’’ہم جنسوں‘‘ کا دعویٰ ہے کہ یہ ان کا حق ہے، یہ آزادی دے دی گئی ہے کہ اگر کسی شخص کی بیوی کسی دوسرے سے جسمانی تعلق بنانا چاہے تو بنا سکتی ہے، اس سے قبل قانون یہ چھوٹ دے چکا ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ مرد کسی عورت کو رکھنا چاہے (بغیر شادی کے) تو رکھ سکتا ہے۔ اگر مذکورہ عدالتی فیصلوں کو مدنظر رکھ کر مستقبل میں جھانکا جائے تو یہ بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جلد ہی وہ دن آ جائے گا جب ساری دنیا ننگی ہوکر گھومے گی۔ ننگے پن کو معیوب نہیں سمجھا جائے گا۔ یعنی انسان جانور میں تبدیل ہو جائے گا۔ (**شکیل رشید**)

کشمیر: اکاون دنوں میں تیرہ ہزار نوجوان لاپتہ

انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی خواتین کے ایک وفد کا کہنا ہے کہ کشمیر میں حالات مایوس کن ہیں اور وہاں گزشتہ اکاون دنوں میں تیرہ ہزار سے زائد کشمیری نوجوان لاپتہ ہو چکے ہیں۔ کشمیر کا دورہ کرنے والے اس پانچ رکنی وفد نے اپنی رپورٹ جاری کرتے ہوئے میڈیا کو بتایا کہ ۵/اگست کے بعد سے چودہ سے چوبیس برس کی عمر کے گرفتار کیے گئے نوجوانوں کی اصل تعداد کے بارے میں حکومت کچھ نہیں بتا رہی ہے۔ پانچ خواتین کے اس وفد نے الزام عائد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ۱۷/سے ۲۱/ستمبر کے دوران انہوں نے کشمیر کے جن تین اضلاع کے اکیاون دیہاتوں کا دورہ کیا، وہاں کے ہر گھر سے کسی نہ کسی نوجوان کو فوج اٹھا کر لے گئی ہے۔ اس وفد کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق کشمیر میں تیرہ ہزار سے زائد نوجوان لاپتہ ہیں۔ تاہم ان اعداد وشمار کی مرکزی حکومت نے تصدیق نہیں کی ہے۔ ہندوستانی پلاننگ کمیشن کی سابق رکن اور سماجی کارکن سعیدہ حمید کی صدارت میں اس پانچ رکنی وفد میں نیشنل فیڈریشن آف انڈین وویمن کی جنرل سکریٹری عینی راجا، انجمن ترقی پسند خواتین کی جنرل سکریٹری پونم کوشک، پنجاب یونیورسٹی کی سابق پروفیسر کنول جیت کور اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی کی ریسرچ اسکالر اور سماجی کارکن پنکھڑی ظہیر شامل تھیں۔ پنکھڑی ظہیر نے وادی کشمیر میں موجودہ صورت حال کے حوالے سے ڈی ڈبلیو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا: ’’وہاں ہر جگہ مایوسی پھیلی ہوئی ہے، خوف کا ماحول ہے، لوگ ڈرے ہوئے ہیں کہ کب آرمی آئے گی اور ان کے گھر سے کسی نوجوان کو اٹھا کر لے جائے گی، لوگوں کی روزمرہ کی زندگی بالکل تباہ ہو چکی ہے، عورتیں گھروں سے باہر نکل نہیں پا رہیں کیوں کہ انہیں آرمی کا خوف لاحق ہے۔‘‘

ترقی پسند ادیب سجاد ظہیر کی نواسی پنکھڑی ظہیر سے جب ڈی ڈبلیو نے وزیر داخلہ امیت شاہ کے اس دعوے کی صداقت معلوم کی کہ کشمیر میں حالات تیزی سے معمول کی طرف لوٹ رہے ہیں تو پنکھڑی کا کہنا تھا: ’’یہ بالکل جھوٹ ہے، ہم وہاں پانچ دن سے زیادہ رہ کر آئے ہیں، وہاں مواصلات کے سارے چینل بند ہیں، اگر امیت شاہ یا کوئی اور یہ دعوی کر رہا ہے کہ حالات نارمل ہیں یا معمول کی طرف لوٹ رہے ہیں تو یہ بھی جھوٹ ہے، وہاں نہ تو ہسپتال ٹھیک سے کام کر رہے ہیں اور نہ ہی بازار کھل رہے ہیں، اسکول اور کالج بند ہیں، آرمی پولیس کا کام کر رہی ہے، لوگوں پر زیادتیاں ہو رہی ہیں اور انہیں احتجاج کرنے کی بھی اجازت تک نہیں دی جا رہی ہے۔‘‘ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(**مینیجر نقیب**)

ہُدی کی لَے بڑھادے!

مولانا محمد وسیم غازی دار القضاء امارت شرعیہ اڈیشہ

جو شخص جس ملک میں رہتا ہے، سرکاری سطح سے لے کر عوامی سطح تک اس ملک کا مزاج و مذاق اسے سمجھنا چاہیے، اگر جمہوری ملک ہے، اور اس ملک میں مختلف قومیں اپنے اپنے ’’culture‘‘، اپنی اپنی تہذیب، امتیازات وخصوصیات اور اپنی الگ شناخت کے ساتھ رہتی ہیں؛ تو جہاں اپنی قوم کو سمجھنا چاہیے، وہیں دیگر اقوام کے مزاج و مذاق کو بھی سمجھنا چاہیے، ان کے ساتھ ہمارا سلوک اور برتاؤ کیسا ہونا چاہیے؟ ہمارے کس عمل سے ان کے ذہن و دماغ پر کیا اثر پڑے گا؟ یہ بھی سمجھنا چاہیے، حکومت سے اپنا واجب حق کس طرح وصول کیا جا سکتا ہے؟ کیونکہ جب آپ اپنے سگے بھائی سے اپنا حق وصول کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو دقت ہوتی ہے، سوچیے کہ ایک غیر آپ کو آسانی کے ساتھ حق کیسے دے دے گا؟ آپ کو سوچنا پڑے گا کہ اقلیت میں رہتے ہوئے اکثریت کے ذہن و دماغ سے کیسے کھیلا جائے؟ انہیں کس طرح متاثر کیا جائے؟ یہ کوئی تخیلاتی یا رومانی باتیں یا افسانہ نگاری نہیں ہے، ہمارے اکابرین نے خصوصاً مفکر اسلام مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے یہ کر کے دکھایا ہے۔

آج ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم اپنی خاص پہچان اور اپنے تشخصات و امتیازات کے ساتھ اس ملک میں کس طرح رہیں گے؟ ہمارا کوئی فرد احساس کمتری کا شکار ہو کر ذہنی وفکری طور پر ارتداد کا شکار نہ ہو، اس کیلیے ہم کیا لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں؟ ہمیں کونسی بات اور کونسا واقعہ کس جگہ کہنا ہے، اسے بھی سمجھنا پڑے گا، اور اپنے محترم قائدین سے بھی درخواست کرنی چاہیے کہ عام مسلمان احساس کمتری اور ڈر کا شکار ہوتا جا رہا ہے، اسے احساس کمتری اور ذہنی مرعوبیت سے نکالا جائے، کیونکہ آپ (محترم قائدین) بخوبی واقف ہیں کہ قیادت کا اولین فریضہ قوم کو احساس کمتری اور خوف وہراس سے نکالنا ہے، انہیں بتانا ہے کہ اپنی بہترین تہذیب اور اپنی پہچان کے ساتھ ہی ہم دونوں جہاں میں کامیاب وکامران ہو سکتے ہیں، اور انہیں احساس کرانا ہے کہ ملک کا ایک بڑا طبقہ تمہارے ساتھ ہے، فرقہ پرست اور نفرت کی بیج بونے والی گندگی ڈیڑھ، دو فیصد % سے زیادہ نہیں ہے، کیونکہ آج دشمن اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کو احساس کمتری، خوف وہراس اور ذلتِ نفس میں مبتلا کر کے میدان مارنا چاہتا ہے۔

آج جہاں ہم نفرت کے سوداگروں کے خلاف اپنی تحریک اور اپنی آواز مضبوطی سے اٹھائیں، وہیں اپنے ننھے منے نونہالوں کو بہترین تعلیم وتربیت اور اسلامی نشو ونما ہو دیں، ان کے لیے بہترین مکاتب و مدارس کا انتظام ہو، اس کے بعد چاہیں تو کچھ کو ڈاکٹرس، انجینئرز، وکیل، صحافی، اور زندگی میں جن شعبوں کی ضرورت پڑتی رہتی ہے، ان میں آزمائیں، اس شعبہ میں انہیں موقع دیں، صاحب صلاحیت ولیاقت نوجوانوں کو آگے بڑھائیں، اس لیے کہ آج جہاں ہمیں غیروں سے سینہ سپر ہونا ہے، وہیں کچھ نام نہاد مسلمان بھی ہیں، جو مسلمانوں کے لباس میں غیروں کا کام کر رہے ہیں، ہمیں ایک ایسی منظّم جماعت بن کر رہنا ہے، جسے ہر دم یہ احساس ہو کہ وہ ایک ایسے ماحول میں سانس لے رہے ہیں، جہاں امکانات بھی ہیں، اور خطرات بھی۔

آج ماحول ایسا بن چکا ہے کہ اپوزیشن بے حال ہے، بڑے بڑے لیڈروں کے پیروں تلے سے زمین کھسک رہی ہے، میڈیا یا تو بک چکا ہے، یا خوف وہراس میں مبتلا ہے، اس لیے آج ضرورت ہے کہ سبھی ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کے اندر ایک نیا جوش اور نیا حوصلہ پیدا کیا جائے، اور ہمارے قائدین ایک متوازن پیغام لے کر سبھوں سے مخاطب ہوں، جو پڑھے لکھے غیر مسلم آج تشویش کا اظہار کر رہے ہیں، انہیں ساتھ لیا جائے، یہ سارے کام مسلمانوں کے علاوہ کوئی قوم نہیں کر سکتی، کیونکہ ہر دور میں مسلمانوں نے دنیا کو صحیح راہ سجھائی اور دکھائی ہے۔

میں یہی کہوں گا کہ:

یہ دبی دبی تمنا، یہ تھکے تھکے ارادے ☆☆☆ کہہ دو میرِ کارواں سے کہ ہُدی کی لَے بڑھا دے

طب وسائنس

بینائی کی حفاظت

ڈاکٹر عبدالمعز شمس علی گڑھ

آنکھ کے اندر کی بناوٹ ناریل کی طرح تین سطح کی ہوتی ہے، ناریل مین اندر گودا تو کافی موٹا ہوتا ہے، مگر آنکھ میں جھلی نما ہوتا ہے، جسے شبکیہ (Retina) یا پردہ چشم کہتے ہیں۔اس کے پیچھے بھورے رنگ کی پرت مشیمہ (Choroid) ہوتی ہے جس میں عروق کا جال بچھا ہوتا ہے، یعنی یہ شبکیہ کو غذائیت پہنچاتا ہے، اوراس سے باہری سخت سطح صلبیہ (Sclera) ہوتی ہے، سوراخ والی جگہ کو آپ Optic Canal سمجھیں۔شبکیہ عصبی نوعیت کی ہوتی ہے جو پیلی اور شفاف ہوتی ہے، اس نحیف ونازک پرت میں بھی تقریبا دس پرتیں ہوتی ہیں، جو عصبی خلیات اوران کے اتصال پر مشتمل ہوتی ہیں اور سب مل کر عصب بصری (Optic Nerve Haed) بناتی ہیں جو آنکھ کی پتلی کے اندر جھانکنے سے قرص بصر (Optic Nerve) کی شکل میں دماغ کو جاتی ہے، یہ پورا اسٹرکچر نہایت ہی پیچیدہ ہوتا ہے۔قرص بصری کے بہت قریب ماکولا (Macula) ہوتا ہے، جو ایک زرد رنگ کا دھبہ ہوتا ہے، جسے ''نقطہ اصفر'' کہتے ہیں۔اس کے درمیان میں 'حفرہ سطیٰ'' نامی ایک ننھا سا گڑھا ہوتا ہے، دراصل آنکھ دیکھنے کا ایک اہم عضو ہے۔ بصارت کے لیے ضروری ہے کہ عکس، قرینہ، عسہ، خلط مائی اور خلط زجاجیہ سے ہوتا ہوا شبکیہ پر پڑے اور شبکیہ کے اس حساس مقام یعنی نقطہ اصفر پر مرتکز ہو۔تمام حصے گرچہ صحیح وسالم ہوں لیکن اس نقطہ اصفر یا ماکولا میں عیب پیدا ہونے سے بینائی میں نقص ہو جاتا ہے۔

جس مرض کا ذکر ہو رہا ہے وہ دراصل ''نقطہ اصفر'' کے اطراف میں انحطاط کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے جو ڈھلتی عمر میں پایا جاتا ہے، عموما ۶۰ سال کے بعد ہی یہ مرض نمودار ہوتا ہے، عالمی پیمانے پر بینائی ضائع ہونے کا ان دنوں یہ اہم ترین سبب ہے، ہندوستان میں کم سے کم 1.3 ملین اشخاص جن کی عمر ۵۰/سال سے زائد ہے اس مرض کے شکار ہیں، گرچہ اس مرض میں مکمل بصارت نہیں جاتی بلکہ نقص پیدا ہوجاتا ہے جو نہایت الجھن کا باعث ہے، اور سچی بات ہے کہ اس کا علاج خاطر خواہ ہے بھی نہیں اور نہ ہی یہ پہلی حالت میں لایا جا سکتا ہے، لیکن اگر ابتدا میں تشخیص ہو جائے تو مزید نقصان کے خطرے کو کم کیا جا سکتا ہے۔

عام طور پر اس کی علامات یہ ہیں۔

سامنے رکھی شئے یا پڑھتے وقت کتاب یا اخبار کے صفحات پر کالے دھبے نظر آتے ہیں، یا روشن ماحول میں بیچ میں اندھیرا دکھائی دیتا ہے۔

۲۔دھندیا لہراتی بینائی کا احساس ہوتا ہے۔

۳۔کسی چیز پر نظر ٹھہراتے وقت بیچ میں پھٹی پھٹی سی جگہ دکھائی دیتی ہے جیسے آپ گراف پیپر پر نظر ڈالیں تو عمودی اور مسطح لائینیں بعض مقام پر ہموار نظر نہیں آتی ہیں، جیسے تار کی جالی بیچ سے غائب ہوگئی ہو یہی وجہ ہے کہ گاری چلاتے وقت بجلی یا فون کے کھمبے بیچ سے غائب نظر آتے ہیں۔

۴۔روشنجگہ سے کم روشنی کی جگہ میں آنے پر طبعی حالت آنے میں دیر لگتی ہے۔

۵۔بینائی میں بھی خاصی کمی آجاتی ہے۔

۶۔رنگوں کی شناخت بھی متاثر ہوتی ہے۔

۷۔مختلف اشیاء، کیڑے مکوڑے جیسی چیزوں کا اشتباہ بھی ہوتا ہے چونکہ ماکولا کے آس پاس ہی عیب ہے اس لیے بینائی مکمل نہیں جاتی لیکن وسطی حصہ ہی متاثر ہوتا ہے لیکن ماکولا کے اطراف کا پردہ چشم طبعی حالت میں رہتا ہے۔

اقسام: عام طور پر ARMD کی دو قسمیں ہیں، خشک اور تر

ابتدا میں اکثر مریض اپنے مرض سے بے خبر ہوتے ہیں، جب بصارت میں کچھ عیب کا احساس ہوتا ہے جیسے چیزیں ٹیڑھی میڑھی دکھنے لگتی ہیں تو تشویش شروع ہو جاتی ہے۔خط مستقیم خط منحنی میں تبدیل ہونے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ بینائی میں کالے دھبے نظر آنے لگتے ہیں تو بے چینی بڑھنے لگتی ہے، لہذا جب اس طرح کے حالات پیدا ہوں تو فورا آنکھ کے ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیے اور ہر دن نظر کی جانچ خود سے کرنا چاہیے۔

بصارت میں خرابی کی دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں، لہذا کسی ماہر سے پوری طرح تفصیلی معائنہ ضروری ہوتا ہے۔

اس بیماری کے اسباب اس کے نام سے ہی ظاہر ہیں یعنی عمر سے متعلق بینائی میں گراوٹ یا کمزوری

گر چہ یہ مرض ہر سن رسیدہ کو نہیں ہوا کرتا بلکہ کچھ اور وجوہات ہیں جو ہمارے قابو میں نہیں، جیسے موروثی وجہ بھی ہو سکتی ہے، یعنی اگر خاندان کی جینس میں ہو تو اس کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، اس کے علاوہ سگریٹ نوشی، غذا، بلڈ پریشر کی بیماریاں، جس پر انسان کا کنٹرول ہے اور اسے روکا جا سکتا ہے، سگریٹ نوشی چار گنا امکانات بڑھا دیتیہیں، چونکہ خلیات میں آکسیجن نہیں پہنچ پاتی ہائی بلڈ پریشر مین بھی مناسب مقدار میں خلیات آکسیجن نہیں پاتا۔

اس کے علاوہ قلبی بیماری خون میں کولیسٹرول کی زیادتی، موٹاپا، سورج کی روشنی میں زیادہ وقت گزارنا، سورج سے الٹروائلٹ شعاؤں کا بھی اثر پڑتا ہے۔

کسی ماہر چشم کے تفصیلی معائنہ کے بعد ہی اس مرض کی تشخیص ہوتی ہے، جتنا جلد تشخیص ہوگی، علاج جلد شروع ہوگا۔

ماہر چشم Amsler Grid Test کا استعمال کرتے ہیں جو بہت سادہ ٹسٹ ہے، اس میں گراف پیپر کے بیچ ایک گہرا نقطہ بنا ہوتا ہے، مریض کو باری باری سے دونوں آنکھوں کو الگ الگ اس نقطہ کو دیکھنا ہوتا ہے، نقطہ کے اطراف کھڑی اور پڑی لائنیں اگر ٹیڑھی نظر آتی ہیں تو مرض کی ابتدا ہو چکی ہے، اگر ماہرین کو شک ہوتا ہے تو ایک جدید ٹکنالوجی جسے OCT یعنی Optical Cohernce Test کہتے ہیں، اسے بھی کرانا ہوتا ہے جس میں پردہ چشم کی 3D فوٹو سے شناخت ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ FFA بھی کی جاتی ہے جس سے رساؤ کا مقام پتہ چلتا ہے۔

علاج

یہ مرض یوں تو لا علاج ہے لیکن اس کی شدت یا سرعت میں کمی لائی جا سکتی ہے، تا کہ بینائی، دیر تک قائم رہ سکے۔

(۱) آنکھ کے اندر ایسے انجکشن لگائے جاتے ہیں جو عروق کے رساؤ کو روک سکتے ہیں۔اکثر لوگوں کو فائدہ ہوا ہے مگر یہ انجکشن قیمتی ہے اور کئی بار لگوانا پڑتا ہے۔

(۲) لیزر سے غیر معمولی عروق کو تباہ کیا جاتا ہے تا کہ نئے عروق دوبارہ نہ بننے پائیں۔

(۳) ماہرین چشم جسم کی کسی رگ میں دوا انجکٹ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آنکھ کے غیر معمولی عروق تک جب دوا پہنچتی ہے تو لیزر سے اس دوا کو متحرک کر کے غیر معمولی عروق کو نیست ونابود کر دیتے ہیں۔

(۴) کھانے کے لیے جو دوائیں تجویز کی جاتی ہیں ان میں وٹامن سی اور ای بیٹا کیروٹین جستہ اور تانبا ہوتا ہے جو تیزی سے بڑھتے مرض کی سرعت کو روک یا کم کر سکتا ہے۔

(۵) سرجری کا بھی تجربہ ہو رہا ہے مگر ہنوز کامیابی نہیں ملی ہے۔

ہفتۂ رفتہ　　**راشد العزیری ندوی**

مہاراشٹر اور ہریانہ اسمبلی انتخابات کی تاریخوں کا اعلان

الیکشن کمیشن نے مہاراشٹر اور ہریانہ میں اسمبلی انتخابات کی تاریخ کا اعلان کر دیا ہے۔ چیف الیکشن کمشنر سنیل اروڑا نے پریس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ دونوں ہی ریاستوں میں ایک ہی مرحلہ میں 21 اکتوبر کو پولنگ ہوگی۔ دونوں ہی ریاستوں میں ووٹوں کی گنتی 24 اکتوبر کو ہوگی اور شام تک نتائج برآمد ہوں گے۔ سنیل اروڑا نے انتخابی پروگرام کی جانکاری دیتے ہوئے بتایا کہ 4 اکتوبر تک نامزدگی کا پرچہ داخل کیا جائے گا اور نام واپس لینے کی تاریخ 7 اکتوبر طے کی گئی ہے۔اس کے علاوہ الگ الگ ریاستوں کی 64 اسمبلی سیٹوں اور بہار کی سمستی پور لوک سبھا سیٹ پر ضمنی انتخاب بھی 21 اکتوبر کو ہوگا۔ سنیل اروڑا نے بتایا کہ امیدوار کے لیے انتخاب میں خرچ کی زیادہ سے زیادہ حد 28 لاکھ روپے رکھی گئی ہے۔انھوں نے بتایا کہ یہ قانون دونوں ہی ریاستوں میں نافذ ہوگا۔ای وی ایم کی سیکورٹی کو لے کر چیف الیکشن کمشنر نے بھروسہ دلایا اور کہا ہے کہ اس میں کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوگی۔ انھوں نے ای وی ایم کو پوری طرح سے محفوظ قرار دیا۔ سنیل اروڑا کا کہنا ہے کہ ای وی ایم اور وی وی پیٹ مشینوں کو ڈبل لاک میں رکھا جائے گا۔کوئی بھی امیدوار اوران کے ساتھی ایک مقرر کردہ دوری سے اسٹرانگ روم کی سیکورٹی پر نظر رکھ سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ مہاراشٹر میں اسمبلی کی 288 سیٹیں ہیں۔ مہاراشٹرا میں فی الحال وزیراعلیٰ دیویندر فڑنویس کی قیادت میں بی جے پی اور شیوسینا اتحاد کی حکومت ہے۔ اسمبلی کی مدت کار 9 نومبر کو ختم ہو رہی ہے۔ 2014 میں ہوئے اسمبلی انتخاب میں بی جے پی کو 122 سیٹوں پر جیت ملی تھی۔ شیوسینا نے 63 سیٹوں پر جیت درج کی تھی۔ کانگریس نے 42 سیٹوں پر جیت حاصل کی تھی۔ این سی پی کے اکاؤنٹ میں 41 سیٹیں گئی تھیں۔ دیگر پارٹیوں نے 20 سیٹوں پر جیت درج کی تھی۔ دوسری طرف ہریانہ میں اسمبلی کی 90 سیٹیں ہیں۔ ریاست میں وزیراعلیٰ منوہر لال کھٹر کی قیادت میں بی جے پی کی حکومت ہے۔ ریاست میں اسمبلی کی مدت کار 2 نومبر کو ختم ہو رہی ہے۔ 2014 میں بی جے پی کو مکمل اکثریت ملی تھی۔ بی جے پی نے 47 سیٹوں پر جب کہ کانگریس نے 15 سیٹوں پر قبضہ کیا تھا۔ اس الیکشن میں آئی این ایل ڈی کو 19 اور دیگر پارٹیوں نے 9 سیٹوں پر فتح حاصل کی تھی۔ (ایم این این)

تفتیش کے دوران پولیس ملزمان کی غیر منقولہ جائیداد قرق نہیں کرسکتی: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے بمبئی ہائی کورٹ کے اس فیصلے پر مہر ثبت کر دی جس میں اس نے کہا ہے کہ پولیس فوجداری مقدمات کی تحقیقات کے دوران کسی بھی ملزم کی غیر منقولہ جائیدادیں قرق نہیں کر سکتی۔ تاہم، عدالت نے منقولہ جائیداد ضبط کرنے پر کوئی روک نہیں لگائی ہے۔ چیف جسٹس رنجن گگوئی، جسٹس دیپک گپتا اور جسٹس سنجیو کھنہ کی بینچ نے بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے کہا ہے کہ تعزیراتی قانون (سی آر پی سی) کی دفعہ 102 میں غیر قانونی جائیدادوں کو ضبط کرنے اور قرق کرنے کا پولیس کو حق شامل نہیں ہے۔ جسٹس کھنہ نے بینچ کے لئے رضامندی کا فیصلہ سنایا، لیکن جسٹس گپتا نے اپنا فیصلہ الگ سے لکھا ہے۔ مہاراشٹرا حکومت نے ہائی کورٹ کے مذکورہ بالا فیصلے کو عدالت عظمی میں چیلنج کیا تھا۔ (بصیرت نیوز سروس)

سوشل میڈیا کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے حکومت ترجیحی بنیاد پر غور کرے: کورٹ

نئی دہلی 24، ستمبر (یو این آئی) سپریم کورٹ نے ملک میں سوشل میڈیا کے غلط استعمال کو انتہائی خطرناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ حکومت اس معاملے پر ترجیحی بنیاد پر غور کرے جسٹس دیپک گپتا نے کہا "سوشل میڈیا کے غلط استعمال روکنے کے لئے سخت گائیڈ لائنس طے ہونے چاہئیں۔ ہماری پرائیویسی کی حفاظت ہونی چاہئے عدالت نے حکومت سے اس معاملے پر تین ہفتہ کے اندر حلف نامہ داخل کرنے کے لئے کہا کہ وہ کب تک گائیڈ لائنس تیار کرے گی، جسٹس گپتا نے کہا" ہمیں اس کی سخت ضرورت ہے کہ آن لائن جرائم اور سوشل میڈیا پر گمراہ کن معلومات ڈالنے والے لوگوں کو ٹریک کیا جانا چاہئے۔ ہم اسے یہ کہہ کر یوں ہی نہیں چھوڑ سکتے کہ ہمارے پاس اسے روکنے کی تکنیک نہیں ہے۔ اگر حکومت کے پاس اسے روکنے کی تکنیک ہے تو اسے روکے۔" عدالت عظمی نے کہا کہ حکومت طاقتور ہے۔ اس کے پاس یہ سب روکنے کے لئے لامحدود اختیارات ہیں۔ اور لوگوں کے پرائیویسی کے حقوق کی حفاظت کی جانی چاہئے۔ عدالت نے کہا کہ کسی کو بلاوجہ پریشان کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر ٹرول کیوں کرے اور اسے اپنے کردار پر جھوٹے بیانات کے ذریعہ کیچڑ کیوں اچھالنے دیا جائے۔

بقیات

بقیہ حضرت مولانا مفتی عثمان غنیؒ .... مولانا مرحوم ایک سرگرم انسان تھے، امارت شرعیہ اور نقیب کے بعد ان کی سرگرمی کا بڑا مرکز جمعیۃ علماء بہار تھا، آپ اس کے اکسٹھ سال تک مجلس عاملہ کے رکن رہے، مختلف اوقات میں آپ نے صدر، نائب صدر، ناظم، نائب ناظم کی حیثیت سے خدمت انجام دیا، جمعیت علماء ہند دہلی کی مجلس منتظمہ کے تاحیات رکن رہنے کے ساتھ آپ نے اس کے دینی تعلیمی بورڈ کے کاموں کو بھی سنبھالا اور صوبائی شاخ کے صدر کی حیثیت سے زمانہ تک خدمت انجام دیتے رہے۔

تصوف کے میدان میں آپ شاہ فدا حسین دیورہ ضلع گیا کے دست گرفتہ تھے، خلافت بھی ملی ہوئی تھی، لیکن مولانا نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ ملی کاموں کی مشغولیت اور مخلوق خدا کی خدمت کو زیادہ اہمیت دیا کرتے تھے۔

مولانا شاہ محمد عباسؒ کے انتقال کے بعد امارت شرعیہ کے دارالافتاء کی ذمہ داری بھی آپ پر آپڑی، برسوں اس میدان میں جو خدمات آپ نے انجام دی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے، فتاویٰ امارت شرعیہ میں ان کے جو فتاوے مذکور ہیں وہ ان کی فقہی بصیرت، خداداد صلاحیت، تغیر زمان ومکان سے واقفیت، عرف وعادت سے آشنائی کی واضح مثال ہے۔ جب قویٰ کمزور ہوگیے تو امارت شرعیہ سے رضا کارانہ سبکدوشی اختیار کر لی تھی، لیکن ملی کاموں میں تعاون ہمیشہ کرتے رہے۔ جب بھی ضرورت پڑتی امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے مشورے دیا کرتے۔

اس قدر بلند پایہ فقیہ، صحافی، اور ملت کے درد میں پوری زندگی گذارنے والے اس مرد مجاہد کو آنکھوں دیکھنے والے دھیرے دھیرے ختم ہوتے جا رہے ہیں، ضرورت ہے کہ ان کے نقوش حیات وخدمات کو سمیٹ کر سینے سے سفینے میں محفوظ کر دیا جائے، اسی ارادے سے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے حکم وہدایت پر جلد ہی مولانا مرحوم کی زندگی پر ایک وقیع سمینار کا امارت شرعیہ کی جانب سے انعقاد ہوگا، تاکہ مولانا کی زندگی اگلوں کے لیے بھی مشعل راہ کا کام کر سکے۔

بقیہ تحریک اسلامی کے دو مجاہد .... مختصر وقت جلد ختم ہوگیا تو گزارش کی کہ اس بھرپور عرب کانفرنس میں ایک عجمی مسلمان کو، ایک منٹ اضافی دے دیا جائے۔ صدر مجلس قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگے کہ ''عجمی چونکہ عربوں سے اچھی عربی بول رہا ہے اس لیے اضافی وقت نہیں دیا جا سکتا''۔ اضافی وقت تو نہ ملا، لیکن یہ واقعہ آئندہ ہماری ہر ملاقات کا عنوان بن گیا۔ جس مجلس میں ملتے خوش گوار لہجے، مسکراتے چہرے سے ملتے اور اس واقعہ کا ذکر کرتے تو جواب میں عرض کرتا کہ ایک کامیاب اسپیکر کے طور پر ایک منٹ بھی اضافی وقت نہ دے کر سب کے ساتھ یکساں معاملہ رکھا۔ یقیناً سچ فرمایا رب ذوالجلال نے: یوتی الحکمة من یشاء ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا (البقرہ ۲: ۲۶۹) 'جسے چاہتا ہے دانائی عطا کرتا ہے اور جسے دانائی عطا ہوئی اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی''۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عبداللطیف عربیات کی وفات پر جتنا دکھ ان کے دوستوں اور احباب کو ہوا، اتنا ہی صدمہ اور افسوس ان کے مخالفین کو بھی ہوا۔ ان کی وفات پر اُردن سے تحریک کے ایک بزرگ اپنے جذبات بیان کر رہے تھے۔ انھوں نے اطلاع تو اپنے ایک عزیز دوست اور عظیم شخصیت کی وفات کی دینا تھی، لیکن مرحوم اور قبلۂ اوّل کا ذکر لازم وملزوم تھا۔ کہنے لگے: ''بچپن سے ہمارا ایک معمول ہے کہ فلسطینی سرحد پر واقع تمام بستیوں کے تحریکی کارکنان ہر نمازِ جمعہ کے بعد کسی ایسی جگہ جا کر کھڑے ہوتے ہیں جو بیت المقدس سے قریب تر ہو۔ بظاہر یہ ایک بچکانہ عمل لگتا ہے، لیکن ہر نماز جمعہ کے بعد ۳۶۰ کلومیٹر طویل سرحد کی ہر بستی کے لوگوں کا سرحد پر آ کر آزادیِ اقصیٰ کی دُعا کرنا ایک پیغام بھی ہوتا ہے اور تجدیدِ عزم بھی۔ ۷۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا لیکن ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ اوّل سے نہ تو دست بردار ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی آزادی کی اس جدوجہد میں ساری عمر گزر گئی، لیکن الحمدللہ ہم نے بے وفائی نہیں کی۔ ہم اقصیٰ وبیت المقدس کی یہ امانت اپنی نسلوں کو منتقل کر رہے ہیں۔ ۲۶/اپریل کو ہم نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد فلسطینی سرحد پر جانے کے لیے بسوں میں بیٹھ رہے تھے کہ جناب عبداللطیف عربیات کی وفات کی اطلاع ملی۔ ہم سب اہلِ قافلہ اجتماعی طور پر ان کے لیے دُعا گو ہو گئے۔ رب ذوالجلال اپنے بندے کو اعلیٰ علیین میں نمایاں مقام عطا فرمائے، آمین! (وحدت ماہ اگست ۲۰۱۹ء)

بقیہ بابری مسجد ملکیت مقدمہ کا فریق و پیرو کار کون! .... ان تفصیلات اور فریق پر جاری بحث کے تعلق سے بورڈ کے ایک اہم ذمہ دار ڈاکٹر قاسم رسول الیاس نے ہمارا سماج سے کہا کہ مقدمہ سبھی تنظیموں اور انفرادی افراد کی مشترکہ کوششوں سے چل رہا ہے، ہم نے الہ آباد ہائی کورٹ میں بورڈ کی طرف سے آخری بحث کے لیے ڈاکٹر راجیو دھون اور انوپ جارج چودھری کو انگیج کیا تھا، انہوں نے بتایا کہ موجودہ معاملہ میں بھی وہ جمعیۃ علماء ہند اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے مشترکہ وکیل ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب تک ڈاکٹر راجیو دھون نے پیروی کے لیے کوئی پیسہ مسلم فریق سے نہیں لیا ہے۔ ہم نے ہائی کورٹ کے لیے انگیج کرتے ہوئے ادائیگی کے لیے کہا بھی تو ان کا کہنا تھا کہ اس مقدمہ کے لیے میں پیسہ نہیں لوں گا۔ علاوہ ازیں ایڈووکیٹ آن ریکارڈ اعجاز مقبول کو ہم (بورڈ) باضابطہ محنتانہ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر قاسم رسول الیاس نے بتایا کہ بابری مسجد کے مقدمہ میں جمعیۃ سب سے پہلی فریق ہے، کیوں کہ بورڈ تو ۱۹۷۲ء میں قائم ہوا ہے، فی الحال بورڈ ۷/فریق کی پیروی کر رہا ہے اور جمعیۃ اپنے سب سے پہلے مقدمہ کی پیروی کر رہی ہے۔ ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ اخبارات اگر اسی بات کو بابری مسجد کی خبر میں بطور فریق لکھیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے، کیوں کہ جمعیۃ بھی تو ہماری ہی تنظیم ہے۔

ادھر جمعیۃ علماء ہند کے ایک ذمہ دار نے بتایا کہ جمعیۃ علماء ہند مقدمہ کی فریق اول ہے، جمعیۃ اس معاملہ میں رام للا کے براجمان ہونے کے بعد ۱۹۴۹ء سے ہی نہیں بلکہ ۱۹۳۴ء میں بھی تنازع کے وقت جمعیۃ نے ہی معاملہ میں اقدامات کیے تھے، بہر حال دونوں جماعتوں اور دیگر ۶/فریقوں کی مشترکہ کوششوں سے مسجد کی ملکیت کا مقدمہ لڑا جا رہا ہے۔ جمعیۃ وہ جماعت ہے جس نے ۱۹۱۹ء سے آج تک دیش، سماج اور اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کی بھرپور نمائندگی کی ہے اور آزادی کی تحریک میں حصہ لیا ہے، وہیں مسلم پرسنل لا بورڈ سے کئی اہم حصولیابیاں جڑی ہوئی ہیں۔ تنقید کنندگان کو خاص طور پر سمجھنا چاہئے کہ بورڈ نے اوقاف ترمیمی قانون کے دوران بڑی محنت کی تھی اور وقف قانون میں کئی ترامیم کے لیے دن رات کی محنت سے کامیاب قانون تدوین کرایا تھا، اس لیے تنظیم اور علماء بیزار افراد کو ملی جماعتوں، علماء اور مذہبی قائدین ومفتیان پر انگلی اٹھانے یا زبان درازی سے قبل کچھ عقل کے ناخن لے لینا چاہئے۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۱۱۹۲/۷ ۴۱/ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ) مبینہ عرف نیلو خاتو بنت محمد تسلیم مقام اسلام نگر ڈاکخانہ ارریہ ضلع ارریہ۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد ظفر انصاری ولد اصغر علی مقام حاجی نگر ڈاک خانہ گڑھ نبیلی ضلع ارریہ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ اس معاملہ میں آپ کی بیوی فریق اول نے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جا رہا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آئندہ تاریخ سماعت ۲۹/صفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز منگل کو مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکورہ پر حاضر نہ ہونے اور کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔ فقط

● معاملہ نمبر ۱۸۹۶/۷۹ ۴۰/ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے) ربینہ خاتون بنت محمد عثمان مقام منجھلا پور لاکھو ڈاکخانہ دھبولی تھانہ لاکھو ضلع بیگوسرائے۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد ہارون ولد محمد مصطفیٰ مرحوم مقام چھتری ٹولہ ڈاکخانہ داد پور تھانہ بھگوانپور ضلع بیگوسرائے۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول ربینہ خاتون بنت محمد عثمان نے آپ فریق دوم محمد ہارون ولد محمد مصطفیٰ مرحوم کے خلاف دار القضاء بیگوسرائے میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ اور حق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس لئے اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۲۸/صفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۸/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز سوموار بوقت ۹/بجے دن مع شواہد وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔

● معاملہ نمبر ۱۲۹/۱۴۱۸/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گوا پوکھر مدھوبنی) نور جہاں خاتون بنت عبد الرحمان مقام ڈمرا ڈاکخانہ رُدرپور ضلع مدھوبنی۔ فریق اول۔ بنام محمد الیاس منصوری ولد محمد طاہر منصوری مقام ڈمرا دھتہ ڈاکخانہ رُدرپور ضلع مدھوبنی۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف عرصہ ۱۱/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء گوا پوکھر مدھوبنی میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ تاریخ سماعت یکم ربیع الاول ۴۱ھ مطابق ۳۰/اکتوبر ۱۹ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔

● معاملہ نمبر ۱۸۷۹/۶۲ ۴۰/ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے) رخسانہ خاتون بنت محمد مصطفیٰ مقام للھمنیاں پچھّم ٹولہ وارڈ ۱۶ ڈاکخانہ للھمنیاں تھانہ بلیا ضلع بیگوسرائے۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد مقبول ولد محمد منظور عالم مرحوم عرف چن چن مقام للھمنیاں پچھّم ٹولہ وارڈ نمبر ۱۶ ڈاکخانہ للھمنیاں تھانہ بلیا ضلع بیگوسرائے۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول رخسانہ خاتون بنت محمد مصطفیٰ نے آپ فریق دوم محمد مقبول ولد محمد منظور عالم مرحوم کے خلاف عرصہ ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور اپنے تمام حقوق زوجیت سے محروم ہونے کی بنیاد پر دارالقضاء بیگوسرائے میں نکاح فسخ کیے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنی موجودگی کی اطلاع جلد از جلد مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں، اور آئندہ تاریخ سماعت مورخہ ۲۹/۲/۴۱ھ مطابق ۲۹/۱۰/۲۰۱۹ء بروز منگل آپ خود مع گواہان بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔

● معاملہ نمبر ۴۴۱/۱۷ ۴۰/ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون رہتاس) نازیہ پروین بنت فدا حسین مقام جھیکٹیا ڈاکخانہ ریجوئی ضلع اورنگ آباد۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد عالمگیر ولد محمد حنیف مرحوم مقام قاضی محلّہ چھوٹی چوک ڈاکخانہ اورنگ آباد ضلع اورنگ آباد۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نازیہ پروین بنت فدا حسین نے آپ فریق دوم محمد عالمگیر ولد محمد حنیف مرحوم کے خلاف عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں جلد از جلد اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور مورخہ ۲۹/صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز منگل بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں مع گواہان وثبوت حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔ فقط

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ضلع ویشالی میں ۱۱؍تا ۱۸؍اکتوبر وفد امارت شرعیہ کا دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب، نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ۱۱؍تا ۱۸؍اکتوبر ۲۰۱۹ء ضلع ویشالی کے مختلف مواضعات کا دعوتی دورہ کرے گا، اس دورہ میں مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا و مفتی شکیل احمد قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، مولانا آفتاب عالم قاسمی استاذ دارالعلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ، مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا شعیب عالم قاسمی مبلغ امارت شرعیہ، مولانا سید مظاہر عالم صاحب رکن مجلس شوریٰ امارت شرعیہ شریک رہیں گے، ان کے علاوہ مقامی علماء کرام بھی اپنے اپنے حلقے میں شریک وفد ہوں گے۔ اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت و اجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق و محبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

پروگرام دورہ وفد امارت شرعیہ ضلع ویشالی

نمبر شمار	تاریخ	ایام	اجلاس عام دن	اجلاس عام شب
۱	۱۱؍اکتوبر ۲۰۱۹ء	جمعہ	مدنی مسجد مہوا بازار	حسن پور وسطی
۲	۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۹ء	سنیچر	دھنکول۔ ۹؍بجے تا ظہر ابا بکر پور کواہی۔ ظہر تا عصر	مدرسہ اسلامیہ اماموری
۳	۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۹	اتوار	کھسراہی۔ ۹؍بجے تا ظہر	گنج گوریہار
۴	۱۴؍اکتوبر ۲۰۱۹	سوموار	بلاد آدم۔ ۹؍بجے دن تا ظہر	رسول پور کاوا
۵	۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۹	منگل	خواجہ چاند چھپرہ ۹؍بجے تا ظہر بھیرو کھرا۔ ظہر تا عصر	کھجری
۶	۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۹ء	بدھ	مدرسہ دارالتعلیم بستی سرشکن۔ ۹؍بجے دن تا ظہر۔ رمولی۔ ظہر تا عصر	مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور
۷	۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۹	جمعرات	چک معین الدین۔ ۹؍بجے دن تا ظہر سمیر گنج۔ ظہر تا عصر	مدرسہ حفظ القرآن منجیا۔ مغرب تا عشاء مدرسہ اسلامیہ چہرا کلاں، بعد عشاء
۸	۱۸؍اکتوبر ۲۰۱۹	جمعہ	حاجی پور شہر کی مختلف مساجد میں علماء کرام کا خطاب	کتھولیا۔ مغرب تا عشاء بھیرو پور جامع مسجد۔ بعد عشاء

قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ضلع ویشالی کے علماء، ائمہ، نقباء امارت شرعیہ اور مدارس کے ذمہ داران نیز عام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ اس دورہ کو ہر اعتبار سے بامقصد اور کامیاب بنائیں۔

امت سربلندی کی زندگی گذارنے کیلئے مکمل اسلامی نظام میں آئیں

ضلع نوادہ کے موضع جیوری اور ہسوا بلاک میں منعقدہ اجلاس سے وفد امارت شرعیہ کا خطاب

امارت شرعیہ بہار اڑیشہ و جھارکھنڈ کے زیر اہتمام امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتھم کی ہدایت پر ضلع نوادہ کے مختلف مواضعات اور بلاکوں میں صباحی اور شبینہ دونوں نشستوں میں امارت شرعیہ کے علماء کا دعوتی و اصلاحی آٹھ روزہ دورہ وفد کا چھٹا عظیم الشان اجلاس جیوری کی جامع مسجد میں جبکہ ساتواں اجلاس ہسوا کی جامع مسجد میں منعقد ہوا ۲۲؍ستمبر سے ۳۰؍ستمبر تک امارت شرعیہ کے ذریعہ پورے ضلع میں منعقد ہونے والے دورہ کے درمیان جگہ جگہ وفد میں شامل علمائے کرام کا والہانہ استقبال کیا گیا اس موقع پر اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے وفد کے قائد اور امارت شرعیہ کے نائب ناظم حضرت مولانا مفتی سہراب عالم ندوی نے مسلمانوں کو امارت شرعیہ کی تحریک اور اسکی خدمات خصوصا شعبہ دعوت کا تعارف کراتے ہوئے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ایک زندہ قوم کی طرح سربلندی کی زندگی جینے کیلئے مکمل اسلام والی پاکیزہ زندگی اختیار کرے، انہوں نے فرمایا کہ اس وقت وفد کی آمد حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی خصوصی ہدایت پر ہوئی ہے اور حضرت مدظلہ کی فکر ہے کہ ملت کی مکمل رہنمائی کر کے انھیں جہالت کی دلدل، ظلمت و تاریکی کے سمندر اور بیکاری بے حسی کی عادتوں سے باھر نکالا جائے، اسلئے آپ سب کی ذمہ داری ہے کہ وفد کے پیغام کو حضرت امیر شریعت کی فکر سمجھ کر اس نیت سے سماعت کریں اور اس جذبہ سے سنیں کہ اپنی آخری سانس تک اس پر مضبوطی کے ساتھ خود بھی عمل کریں گے اور دور دور تک پہونچائیں گے۔ انہوں نے نوجوانوں سے کہا کہ آپ کو ایک بار کروٹ لینا چاہئے اور اپنی زندگی میں تبدیلی لانے کی کوشش کرنی چاہئے، مولانا نے تاریخی حقائق کی روشنی میں عروج و زوال کو بتاتے ہوئے لوگوں پر خصوصا نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ دین و احکام کی پابندی کریں اس موقع پر نوجوانوں سے مسجد آنے اور نماز کی پابندی کا عہد لیا۔ اس موقع پر وفد میں شامل معروف عالم دین مولانا محمد ایوب نظامی قاسمی ناظم مدرسہ صوت القرآن دانا پور پٹنہ نے اپنے پرمغز خطاب میں علماء کے مقام کی قدر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے وارثین انبیا کے ساتھ ہر طرح کا تعاون دیکر اسلام کی دعوت اور دین کے پاکیزہ طریقہ کو اپنے گھر میں نافذ کرنے اور اپنے کو اخلاق و محبت کا آئنہ بنا کر باہر پھیلے سماج میں بھی نافذ کرنے کی اپیل کی۔ انھوں نے لوگوں سے کہا کہ پیش آمدہ حالات لانے کے مجرم ہم خود ہیں، ضرورت ہے کہ ہم اپنے ماضی کی غلطیوں پر پچھتاوا کر کے اپنی زندگی کو اسلام کی پٹری پر چلانے کا ارادہ کریں، گھر سے لیکر شادی بیاہ تک میں پھیلے ہوئے غیر اسلامی طریقے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے، اپنے گھر میں پردہ کا اہتمام اور اپنی زندگی میں نیک اعمال کی پابندی کرنے کی ضرورت پر زور دیا، انہوں نے تمام لوگوں سے اپیل کی کہ موجودہ حالات میں ہرگز ہرگز مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اپنے ایمان و عمل کے ساتھ زندہ رہنے اور اسی ایمان و عمل پر آخری دم تک ثابت قدم رہنے اور طوفانوں میں بھی اپنے ایمان کی شمع کو روشن رکھنے کیلئے اسلامی زندگی گزارنے اور مسجدوں کو سجدوں سے آباد کرنے اور علم دین کے حصول کی فکر کرنے کیلئے کمر بستہ ہو جانے کی اپیل کی۔ بزرگ عالم دین امارت شرعیہ کے رکن شوری حضرت قاری شعیب احمد ناظم دارالقرآن مدرسہ عظمتیہ نوادہ نے اپنے خطاب میں مکتب کی تعلیم کے نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ آپ اپنے محلے میں تعلیم اطفال کے ساتھ تعلیم بالغان پر بھی پوری مستعدی کے ساتھ توجہ دیکر آج ہی سے کام شروع کر دیں تا کہ جہالت کا خاتمہ ہو سکے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا آسان ہو سکے۔ نوجوان عالم دین مولانا نصیر الدین مظاہری دارالقرآن مدرسہ عظمتیہ نے ہسوا کے اجلاس میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے پیغام کے سننے کیلئے جمع ہوئے یہ ہم سب کیلئے سعادت کی بات ہے علمائے کرام رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں، دین اسلام کے پیغام کو امت تک پہونچانا اور اس پر عمل کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی نظام حیات کو اپنی زندگی میں نافذ کریں اور نافذ کرائیں، امارت شرعیہ کے ذیلی دارالقضا بہار شریف کے قاضی مولانا منصور عالم قاسمی نے فرمایا کہ امارت شرعیہ بلاشبہ دینی جدوجہد اور ملت بیداری کی تحریک کا ایک روشن اور باوقار ادارہ ہے جس نے ہر زمانے میں ملت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا ہے، ہم پوری ملت مل کر متحد ہو کر امارت شرعیہ کی تحریک کو ساتھ لیکر آگے بڑھائیں اور دینی بیداری لاکر اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ اس موقع پر امارت شرعیہ کے معاون قاضی مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی نے دارالقضا کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے خاندانی اور عائلی معاملات کو دارالقضا سے حل کرانے پر زور دیا اور امارت شرعیہ کے شعبوں کا جامع تعارف کرایا اس اجلاس کو وفد کے جن دیگر شرکا اور سرکردہ شخصیات نے بھی اپنے خطاب سے نوازا اور اجلاس کو کامیاب کرنے میں سرگرم کردار ادا کیا ان میں مولانا اختر حسین شمسی مبلغ امارت شرعیہ مولانا سعود اللہ رحمانی مبلغ امارت شرعیہ جناب مولانا شمشیر قاسمی، مشہور سماجی رہنما جناب الحاج سید مسیح الدین صاحب وغیرہ کے نام قابل ذکر ہے شاہی مسجد محلّہ ڈیہہ ھسوا نوادہ کی مشہور و معروف شخصیت الحاج ڈاکٹر صغیر احمد و شاہی مسجد کے صدر جناب ادریس صاحب و مختار صاحب، قاری اسلام الحق امام پانچو مسجد ھسوا۔ قاری شہباز صاحب امام شاہی مسجد و جناب اقبال نھو و جملہ اراکین شاہی مسجد و اطراف کے مسلمانوں نے بڑی تعداد میں وفد امارت شرعیہ کا شاندار استقبال کیا، سیکڑوں امت کے افراد اجلاس میں شریک ہو کر امیر شریعت دامت برکاتہم کی آواز پر لبیک کہنے کا عہد کیا۔

کیرالا میں گیارہویں دوروزہ تفہیم شریعت ورکشاپ کا انعقاد

تفہیم شریعت کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی زیر نگرانی کوچی کیرالا میں دوروزہ تفہیم شریعت ورکشاپ بحسن و خوبی مکمل ہوا، پروگرام کی صدارت فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (سکریٹری و ترجمان آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے کی، مولانا ابراہیم صاحب مہتمم جامعہ کوثریہ آلوا کوچی نے استقبالیہ پیش کرتے ہوئے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا، تفہیم شریعت کمیٹی کے آرگنائزر مولانا تبریز عالم صاحب نے تفہیم شریعت کا مقصد بتاتے ہوئے کہا کہ اس کا مقصد شرعی قوانین سے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنا، وکلاء اور علماء میں ربط کو بڑھاوا دینا ہے، اور تفہیم شریعت کے ذریعہ مسلمانوں کو مقام ایمان سے مقام اطمینان تک پہنچانا ہے، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کے چار قیمتی محاضرے ہوئے، پہلا محاضرہ طلاق کی مشروعیت اور مرد کو حق طلاق کیوں، دوسرا محاضرہ تحکیم قبل الطلاق، تیسرا محاضرہ یتیم پوتے کی میراث اور چوتھا محاضرہ نفقہ مطلقہ کے موضوع پر ہوا، مولانا تبریز عالم نے کم عمری کی شادی اور تعدد ازدواج کے موضوع پر محاضرہ پیش کیا دوسرے دن بھی محاضرات کا سلسلہ جاری رہا، دوسرے دن حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کا محاضرہ متبنی کے موضوع پر جبکہ مولانا تبریز عالم کا محاضرہ عورتوں کے حق میراث کے موضوع پر ہوا، نیز ایڈوکیٹ فضیل ایوبی صاحب (ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف انڈیا) کا محاضرہ مسلم پرسنل لا اور آئین ہند کے موضوع پر بہت ہی معلومات افزا رہا، اس ورکشاپ میں پورے کیرالا سے ۱۲۵؍علماء نے شرکت کی، تمام علماء نے بہت غور سے محاضرات سنے، دوسرے دن شام میں کیرالا ہائی کورٹ کے وکلاء کی ایک اہم نشست حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں ۵؍بجے سے ۸؍بجے تک ہوگی جس میں فضیل ایوبی صاحب بحیثیت مہمان خصوصی شریک ہونگے، پروگرام کے تمام انتظامات اور ضیافت جامعہ کوثریہ آلوا کوچی کیرالا نے کی، اللہ سے دعاء ہے کہ اس پروگرام کو نافع بنائے۔ آمین

مساجد کو اصلاح معاشرہ اور خدمت خلق کا مرکز بنایا جائے: محمد عمرین محفوظ رحمانی

مورخہ ۲۱؍ستمبر کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ کمیٹی کے زیر اہتمام الفاران مسجد بھساول میں ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی، جس میں بھساول کی تمام مساجد سے اصلاح معاشرہ کمیٹیوں کے احباب بڑی تعداد میں شریک ہوئے نیز ورن گاؤں، اڑاود، فیض پور، مارول، ملکاپور، چوپڑا، بیاول، بودھوڑ، چناول، عادل آباد اور اطراف کے مختلف علاقوں سے علماء اور سرکردہ افراد نے شرکت کی۔ کلیدی خطاب حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب (کل ہند معاون کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی) کا ہوا، جس میں انہوں نے اصلاح معاشرہ کمیٹی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ "اصلاح معاشرہ کمیٹیوں کے ذریعے سادہ اور آسان نکاح کی ترغیب دی جائے۔ مساجد کو آباد کرنے کی فکر کی جائے، ائمہ حضرات اپنے مصلیان کو مسائل کی تعلیم دیں اور حالات حاضرہ کی مناسبت سے خطبہ جمعہ تیار کر کے موثر انداز میں پیش کریں، اور اپنی مساجد کے تمام مصلیان کی دینی و ملی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں، مساجد کے ذریعے غریبوں اور پریشان حال لوگوں کی خدمت کے لیے نظام بنایا جائے، خدمت کے نظام کو بھی منظم اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔" اس نشست کے انعقاد کا مقصد اصلاح معاشرہ کمیٹیوں کے ارکان کو کام کا طریقہ سمجھانا اور آگے کے لائحہ سے واقف کرانا تھا۔

Volume:57/67,Issue:37 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

گر قیامت یہ نہیں ہے تو قیامت کیا ہے
شہر جلتا رہا اور لوگ نہ گھر سے نکلے
(امید فاضلی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

بابری مسجد ملکیت مقدمہ کا فریق و پیروکار کون!

مقدمہ کے مجموعی ۸/ فریقوں میں سے ۷/ کا پیروی کنندہ مسلم پرسنل لا بورڈ اور جمعیۃ علماء ہند ایک مقدمہ کی پیروی کار

عامر سلیم خان ؛ اسوسی ایٹ ایڈیٹر ہمارا سماج، نئی دہلی

ان دنوں سپریم کورٹ میں جاری بابری مسجد ملکیت مقدمہ کے فریق پر اردو حلقہ اور خصوصاً سوشل میڈیا پر جنگی پیمانے کی بحث چھڑی ہوئی ہے۔کوئی جمعیۃ علماء ہند تو کوئی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ پر انگلی رکھ رہا ہے، چہ جائیکہ اتنی بڑی عدالتی معرکہ آرائی میں مقدمہ کی اہمیت اور معاملہ کی سنجیدگی کو موضوع گفتگو بنایا جائے، ایک گروپ ایسا بھی ہے، جس نے علماء اور ملی تنظیموں کو دشنام طرازی اپنا وطیرہ بنایا ہوا ہے، فطرۃً یہ گروپ ملی تنظیموں، علماء اور مذہبی قائدین کی ہجو کر کے بڑا لطف اندوز ہوتا ہے، مقدمہ میں لوگ اصلی فریق کی گہرائی تک جانا چاہتے ہیں، انہیں سب کے درمیان اردو اخبارات کی صحافتی دیانتداری پر بھی سوال اٹھنے لگے ہیں، مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک ذمہ دار کا درد کچھ یوں چھلکا کہ کچھ اوروں نے ان کے کندھے پر بیساکھی رکھ کر اردو صحافیوں کو طوائف کا طعنہ تک دے ڈالا اور دل کی ساری بھڑاس نکال ڈالی۔

بابری مسجد ملکیت مقدمہ میں مجموعی ۸/فریق ہیں، جن میں ۷/کا پیروی کار مسلم پرسنل لا بورڈ ہے، آٹھواں جو اس معاملہ کا اولین فریق ہے، وہ جمعیۃ علماء ہند ہے، دراصل حافظ محمد صدیق مرحوم جو جمعیۃ علماء ہند کے اس وقت کے ریاستی ذمہ دار تھے، انہوں نے بابری مسجد پر رام جنم بھومی ملکیت کی دعویداری اور تنازع کے بعد سب سے پہلے ۱۹۴۹ء میں عدالتی کارروائی شروع کی تھی، سنی سنٹرل وقف بورڈ جو اس مقدمہ کا دوسرا اہم فریق ہے، اس کا قیام ۱۹۶۱ء میں ہوا تھا، اس طرح اس اہم مقدمہ کی پرانی اور اہم پارٹی جمعیۃ علماء ہند ہے، جو اب جمعیۃ کے صدر مولانا سید ارشد مدنی صاحب کی قیادت میں مقدمہ لڑ رہی ہے، جمعیۃ علماء ہند کے علاوہ دیگر ۷/فریق جن کی پیروی مسلم پرسنل لا بورڈ کر رہا ہے، اس میں سنی سنٹرل وقف کی دو اپیلیں، ہاشم انصاری مرحوم کی دو اپیلیں، جن کی قائم مقامی ان کے بیٹے اقبال انصاری کر رہے ہیں، مصباح الدین، حاجی فاروق احمد مرحوم کے صاحبزادے محمد عمر اور مولانا محفوظ الرحمٰن ہیں۔

بابری مسجد ملکیت کے لیے جب فیض آباد میں ۱۹۶۱ء میں مقدمہ فائل ہوا تب اس مقدمہ کے پیروی کنندگان میں بابری مسجد رابطہ کمیٹی اور بابری مسجد ایکشن کمیٹی تھیں، سال ۲۰۰۱ء تک یہ سلسلہ چلتا رہا، لیکن جب ان دونوں کمیٹیوں میں سر پھٹول ہوا تو معاملہ میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے آگے آنے کی بات اٹھی، اور بورڈ نے اپنی آل انڈیا بابری مسجد کمیٹی کے ذریعہ پیروی شروع کر دی، اس سے قبل بورڈ نے ۱۹۹۰ء میں مسجد میں بت رکھے جانے کے بعد شرعی موقف لیا تھا کہ بت رکھ دینے سے مسجد کی شرعی حیثیت ختم نہیں ہوتی، اور جب ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو مسجد شہید ہوگئی تب بھی بورڈ نے شرعی موقف لیا کہ مسجد اینٹ گارے کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ جگہ جہاں ایک بار مسجد تعمیر ہوگئی وہ تا قیامت مسجد ہی رہے گی، بہر حال جب ۲۰۰۱ء میں بورڈ کی بابری مسجد کمیٹی نے پیروی شروع کی تو یہ مقدمہ اور جمعیۃ علماء ہند و دیگر ۶/کا مقدمہ ۲۰۱۰ء تک الٰہ آباد ہائی کورٹ میں چلتا رہا۔ ۳۰/ستمبر ۲۰۱۰ء کو الٰہ آباد ہائی کورٹ نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے ۷ء۲ا ایکڑ زمین کو رام للا، نرموہی اکھاڑہ اور سنی وقف بورڈ میں تقسیم کر دیا، اس دوران مسلم پرسنل لا بورڈ کے علاوہ اس میں مزید ۷/فریق تھے، جس میں ایک جمعیۃ تھی، اب جو مقدمہ سال ۲۰۱۱ء میں سپریم کورٹ میں منتقل ہوا ہے وہ الٰہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے پر چیلنج ہے۔ جس پر روزانہ کی بنیاد پر سماعت جاری ہے، بتا دیں کہ ۲۰۰۱-۲۰۰۲ کے دوران جب شیلا پوجن کا معاملہ آیا تھا تو اس پر دہلی کے اسلم بھورے مرحوم نے مقدمہ کیا، لیکن بورڈ نے کافی غور و خوض کے بعد اطمینان قلب کے لیے خود بھی مداخلت کی تھی اور بحث کے لیے سینیئر وکیلوں کپل سبل، سدھارتھ شنکر رے اور ڈاکٹر راجیو دھون کو انگیج کیا تھا، پھر اب جو چیلنج کا مقدمہ سپریم کورٹ میں جاری ہے، اس میں جمعیۃ علماء ہند اپنے پرانے مقدمہ کی فریق ہے اور بورڈ ۷/فریق کی پیروی کر رہا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا پیغام

ملک میں پہلے این پی آر (NPR) نافذ ہو رہا ہے، اور حکومت کی منشاء ہے کہ این آر سی (NRC) بھی نافذ ہو، اس لیے ہمیں کاغذی طور پر ہر طرح سے تیار رہنا چاہئے۔ گھبرانے اور الجھنے کے بجائے پوری مستعدی کے ساتھ کاغذات تیار کریں۔

دستاویزات

(۱) برتھ سرٹیفکٹ	(۲) پاسپورٹ	(۳) ڈرائیونگ لائسنس	(۴) پوسٹ آفس کے کاغذات	(۵) بورڈ یا یونیورسٹی کا سرٹیفکٹ
(۶) آدھار کارڈ	(۷) بینک پاس بک	(۸) پین کارڈ	(۹) مقدمات کے کاغذات	(۱۰) ایل آئی سی کے کاغذات
(۱۱) رہائشی سرٹیفکٹ	(۱۲) بجلی بل	(۱۳) راشن کارڈ	(۱۴) پرانی ووٹر لسٹ کی کاپی	(۱۵) خاندانی رجسٹر کی کاپی
(۱۶) ووٹر آئی ڈی کارڈ	(۱۷) مستقل رہائشی سند	(۱۸) وراثت نامہ (ونشاولی)	(۱۹) نن او یبلیٹی سرٹیفکٹ	(۲۰) ایل پی جی گیس کنکشن

(۲۱) سرکاری ملازمت سے متعلق کاغذات	(۲۲) زمین کے کاغذات (والد، دادا نانا وغیرہ کے)	(۲۳) رفیوجی رجسٹریشن سرٹیفکٹ

اوپر لکھے ہوئے کاغذات میں سے کچھ کو دیکھ کر این پی آر (NPR) میں ہر شہری کا رجسٹریشن ہو جائے گا، مگر حکومت کی جو منشاء ہے کہ آسام کے طرز پر ملک بھر میں این آر سی نافذ ہو اس معاملہ میں کسی غلط فہمی میں نہ رہتے ہوئے ابھی سے ہر شخص کو تیاری کرنی چاہئے اور اوپر لکھے دستاویزات میں سے زیادہ سے زیادہ جمع کر لینی چاہئے، تاکہ وقت پر دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ انڈین سٹیزن شپ ایکٹ ۱۹۵۱ء کے تحت ۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء سے یکم جولائی ۱۹۸۷ء کے درمیان پیدا ہونے والے سبھی لوگ ہندوستانی ہیں، یکم جولائی ۱۹۸۷ء سے ۳ دسمبر ۲۰۰۳ء کے درمیان پیدا ہونے والے سبھی افراد اس وقت ہندوستانی ہوں گے، جب کہ ان کے والدین ہندوستانی ہوں اور ان میں سے کوئی بھی غیر قانونی طور پر (Illegal Immigrants) ہندوستان میں داخل نہ ہوئے ہوں۔ آسام کے طرز پر این آر سی (NRC) کا مطلب یہ ہے کہ ہر باشندہ کو ہندوستانی ہونے کے لیے ۲۴/مارچ ۱۹۷۱ء سے پہلے کے خاندانی کاغذات کی بنیاد پر ثابت کرنا ہوگا کہ وہ ہندوستانی ہیں، جس کے تحت ہر فرد کو کم از کم ۱۹۵۱ء سے لے کر ۲۴/مارچ ۱۹۷۱ء کے درمیان کے کاغذات پیش کرنے ہوں گے، باپ، دادا، نانا وغیرہ کی زمین کے کاغذات کے ذریعہ بھی خود کو ہندوستانی ثابت کیا جا سکتا ہے۔

یاد رکھئے! صوبوں میں یکم ستمبر ۲۰۱۹ء سے شناختی کارڈ میں ناموں کی اصلاح، نئے شناختی کارڈ بنانے اور ٹرانسفر کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے، جو ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۹ء تک جاری رہے گا، آپ کے کاغذات میں سے کسی میں بھی نام، ولدیت، پتہ، تاریخ پیدائش کی لکھاوٹ (Spelling) میں کوئی غلطی ہے تو اسے درست کرائیے اور تمام کاغذات کو ایک جیسا بنائیے، جو کاغذات، دستاویزات تیار نہیں ہیں، انہیں تیار کرائیں، آدھار کارڈ میں نام دو بار درست کرا سکتے ہیں، تاریخ پیدائش اور جنس کو ایک بار ہی ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ والدین اور دادا، نانا وغیرہ کی ہر طرح کی آئی ڈی، راشن کارڈ، پاسپورٹ، سرکاری ملازمت کے کاغذات کو محفوظ رکھیں، اگرچہ وہ انتقال کر گئے ہوں، ان کی سند وفات (ڈیتھ سرٹیفکٹ) بھی محفوظ رکھیں، اگر زمین کے کاغذات اوریجنل نہیں ہیں تو فوٹو اسٹیٹ کی بنیاد پر سرٹیفائڈ کاپی نکلوائیں اور اسی کے مطابق اپنے نام درست کرائیں، اپنے خاندان کے دوسرے افراد کی بھی مدد کریں، تاکہ ہر کوئی کاغذی طور پر تیار رہے، اوپر جن کاغذات کا ذکر آیا ہے، ان کے علاوہ بھی کوئی سرکاری کاغذ جو آپ کے ہندوستانی ہونے کو ثابت کرے، اسے بھی اپنی فائل میں محفوظ رکھیں۔

نوٹ: امارت شرعیہ کے نقباء، نائبین نقباء، بلاک اور ضلع کے صدر، سکریٹری، ممبر، ائمہ مساجد، شہر، گاؤں کے ذمہ دار، رفاہی، ملی اور سماجی تنظیموں کو چاہئے کہ پڑھے لکھے نوجوانوں کو ساتھ لیں اور شہر اور دیہاتوں میں کیمپ لگا کر لوگوں کے دستاویز درست کرائیں۔ ائمہ مساجد، مسجد کے منبر سے کاغذات درست کرانے کی اپیل کریں اور لوگوں کے اندر اس سلسلہ میں بیداری پیدا کریں۔ ہمت اور حوصلہ کے ساتھ اس کام میں لگ جائیں، اللہ تعالیٰ سبھوں کی مدد فرمائے۔ (آمین)

محمد ولی رحمانی
امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

براہ کرم اس اعلان کو جمعہ کی نماز سے پہلے پڑھ کر سنا دیں ☆☆☆☆☆ مناسب جگہ پر چسپاں کر دیں

شائع کردہ: شعبۂ نشر و اشاعت امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ رابطہ نمبر: 9431003160,9939088124,9431003131,8405997542